تحریر: مولوی زاھدی احمد زئی

سوشلزم اور کمیونزم کیا ہے؟

ایک لحاظ سے سوشلزم انارکزم کا دوسرا نام ہے اس کے دو بڑے علم بردار تھے۔ فرانس کا پرودن اور روس کا باکونن۔ مارکس جو سائنسی سوشلزم کا پیغام میر مانا جاتا ہے انارکزم کے حق میں نہ تھا لیکن سوشلزم جن راستوں سے بڑھا ان میں انارکزم کو خاص اہمیّت حاصل رہی اور انارکسٹ کسی حکومت کے وجود کو برداشت نہیں کرتے۔ بہرحال اس وقت مارکسی مسلک زیر بحث ہے کیونکہ آج کل یہی مسلک ہے جو انسانیت اور انسان کو نیست و نابود کرنے پر تلا ہوا ہے اور آج تک لاکھوں کروڑوں بے گناہ انسانوں کو اپنے ظلم اور دہشت کا نشانہ بنا کر ان سے ان کی جذاد نہ زندگی اور آزادی چین لی ہے۔ یہ وہ مسلک ہے جس کا مدعا یہ ہے کہ ایک ایسی "بے طبقہ سوسائٹی" پیدا کی جائے جس میں تمام ذرائع پیداوار، ان کی تقسیم اور ان کا مبادلہ "کمیونٹی" کے ہاتھوں میں ہوگا۔ اور اس میں "حکومت" جو دراصل تمام خرابیوں کی جڑ ہے بالآخر نابود ہو جائے گی یعنی کوئی کسی کا حاکم نہ ہوگا اور سب لوگ اپنے اپنے اندر بصورت کمیونٹی "ذرائع پیداوار کے تصرف اور ان کی مساویانہ تقسیم کے ذمہ دار ہونگے یہ ہے کمیونزم کا تخیل:۔

بے طبقہ مساواتی معاشرے کا قیام اور اور ریاست یا حکومت" کا مکمل آزادی " یعنی انارکی " لیکن تجربے نے یہ ثابت کر دیا کہ یہ ایک خیالی منصوبہ یا تصوّر تھا لہٰذا عملی شکل میں لینن اور سٹالن کو اس نظریئے میں ترمیم کرنے پڑے۔

پہلے عقیدہ یہ تھا کہ " ہر شخص کو اسکی ضرورت کے مطابق معاوضہ دیا جائے " لیکن خود مارکس اور بعد میں لینن نے بھی اسے ناقابل عمل قرار دیا اور یہ متبادل عقیدہ دیا کہ " ہر شخص سے اس کو طاقت کے مطابق کام لیا جائے۔ لیکن ہر شخص کی ضرورتوں کو پورا کرنا مشکل مسئلہ ہے کیونکہ ہر شخص کی ضرورت کا معیار مقرر کرنا ناممکن ہے لہٰذا فیصلہ ہوا کہ " ہر شخص کو اس کے کام کی نوعیّت کے مطابق معاوضہ دیا جائے " یوں معاملہ وہیں آپہنچا جہاں سارمی دنیا اب تک کھڑی تھی اور کھڑی ہے۔ اس طرح مساوات کے بارے میں سوشلزم کا دعویٰ روز اوّل ہی سے باطل ہو گیا۔

بہرحال یہ آخری صورت کہ ان کی اصطلاح میں سوشلزم کہلاتی ہے جو کمیونزم کی پہلی منزل ہے۔ اس وقت سوویت روس میں بھی سوشلزم نافذ ہے۔ چین اور یوگسلاویہ میں بھی سوشلزم ہے اور ابھی کمیونزم کی منزل نہیں آئی کیونکہ یہ مثالی تخیل ہے تاہم کمیونزم کے مدعی ہر جگہ موجود ہیں اور ان میں فرق یہ ہے کہ سوشلسٹ اپنے مقاصد کے لئے جمہوری طریقے استعمال کرنے کو بھی برا نہیں سمجھتے۔ اگرچہ آخری منزل ان کی بھی تشدد اور ڈکٹیٹر شپ ہے مگر ان کے برعکس کمیونسٹ حضرات انقلاب کے تشدد آمیز طریقوں میں کامل اعتقاد رکھتے ہیں۔ اگرچہ عارضی مفاہمتوں سے یہ بھی گریز نہیں کرتے۔

علاوہ اس امر کے کہ مساوات کے بڑے بلند بانگ دعوؤں کے باوجود مارکسی فلسفہ آخر کمیونزم سے سوشلزم پر اترا آیا جس نے معاوضے کی مساوات میں انسانی ضرورتوں کے اصول کو خود ہی غلط اور ناقابل عمل قرار دے دیا اس کے دو اور پہلو بھی خاص طور سے قابل ذکر ہیں جن پر اگر ہر باضمیر فرد غور کرے تو اس کا بھلا ہوگا۔

اول یہ دیکھنا کہ مندرجہ بالا برائے نام مساوات کے لئے انسان کس طرح سے بے آبرو ہوا۔ کتنی انسانی گردنیں کیپٹل اور کٹ رہی ہیں اور کتنے دریا خون کے رواں ہوئے اور پھر بھی مساوات میسّر نہ آئی اور نہ ہی آئیگی۔

دوسرا پہلو یہ دیکھنا ہے کہ اس جھوٹی مساوات کے لئے ان ظالم گر شر افتنوں کو کس طرح ملیا میٹ کیا گیا۔ جو ہزاروں برسوں کی انسانی محنت و ریاضت اور تہذیبی و تمدنی تجربوں کا خلاصہ تھیں اور بالآخر یہ بھی دیکھنا ہے کہ انسان کے ہاتھ میں

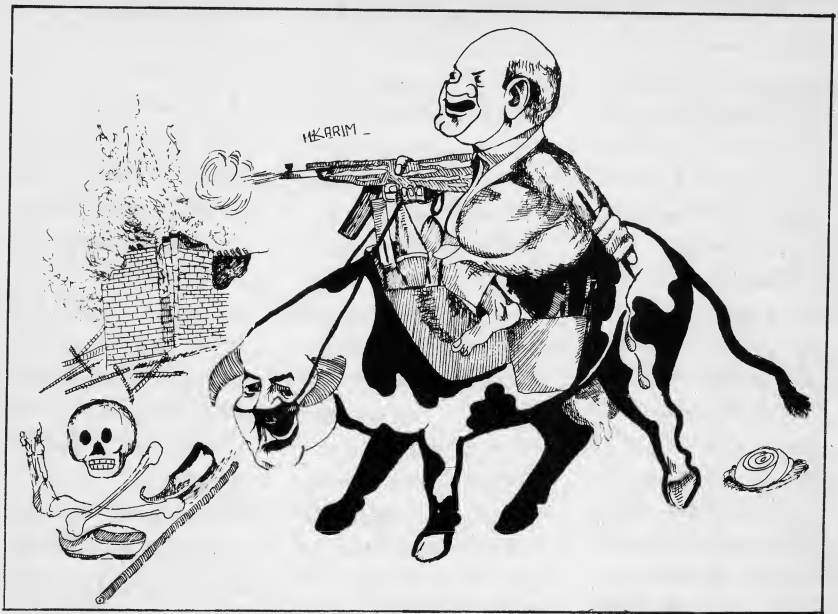

یہ ضابطۂ اخلاق تھما یا گیا جسے ضابطہ اخلاق کہنا بھی سچائی کی توہین ہے۔

سوشلزم میں خون انسانی کی ارزانی

سوشلزم کی صد سالہ تاریخ گواہ ہے کہ اس میں سازش قتل اور تشدد کی رنگا رنگ اقسام کا کس طرح دور دورہ رہا ہے اور ان پر اتفاق اور جنون نہ طور سے نہیں بلکہ بطور ایک مسلک اور عقیدے کے شعوری عمل ہوتا رہا۔ چونکہ پارٹی کی مطلق العنانیت سے اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں اور مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہر جائز ناجائز حیلہ و بہانہ یا وحشیانہ اقدام جائز سمجھا جاتا ہے اس لئے روس کی اشتراکی ڈکٹیٹر شپ کی بقا ممکن نہ تھی خود لینن نے بھی ان خوفناک اقدامات کو جائز قرار دیا اور کہا کہ عوامی تحریک کو تقویت پہنچانے کے لئے قتل اور خون ریزی جائز ہے۔ چنانچہ معمولی اختلاف یا اختلاف کے معمولی شبہے پر لینن اور سٹالن کے زمانے میں ہزاروں لاکھوں انسان موت کے گھاٹ اتار دیے گئے۔ اختلاف کی بنا پر قتل بے دریغ یا قتل عام پارٹی کی خفیہ پولیس "چیکا" "CHEKA" کے ایما پر ہوتا رہا تھا اور آج کل K.G.B. "کے جی بی" کے ایما پر ہو رہا ہے الزام تراشی جھوٹے مقدمے اور غداری کی بہانہ کہہ کے ہزاروں بے گناہ مارے جاتے رہے ہیں۔ لینن، سٹالن اور روسی سوشلزم کے دوسرے رہنماؤں نے اپنا اقتدار قائم کرنے کے لئے اور سوشلزم جیسے طاغوتی نظام کو فروغ دینے کے لئے جن لرزہ انگیز مظالم کا پرچم لہرایا ان کی تفصیل کے لئے ایک کتاب کافی نہیں۔ کئی کتابیں درکار ہوں گی۔ انجینئر، ڈاکٹر، سائنس دان اہل قلم، اہل مذہب، علماء صوفیاں کرام ادیب چھوٹے اور بڑے تاجر یہاں تک کہ دہ کسان اور مزدور بھی جن سے انقلاب میں کام لیا گیا تھا۔ یا لیا جاتا رہا۔ سب کے سب بے دریغ قتل ہوئے۔ غرض یہ کہ سوشلزم کی بقاء اور کامیابی کے لئے ایک مملکت کا اگر ایک چھوٹا سا حصہ تھا ئی کے بغیر اگر ساری ملت تباہ ہو جائے۔ قتل کر دیا جائے۔ جلا وطن کر دیا جائے تو بھی سوشلزم کے قانون میں ممانعت نہیں ہے۔

سوشلزم کا اخلاق

مارکس کے اخلاقی نظریئے ہیگل کے فلسفے پر مبنی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اخلاق کا کوئی روحانی اور الہامی تصور نہیں۔ اخلاق کی مطلق اقدار "نیکی" دیانت داری۔ شرافت۔ حسن معاملہ یہ

سب خرافات ہیں۔ وہ نیکیاں جو مذہب کے نام پر کی جاتی ہیں بکواس محض ہیں چنانچہ لینن نے ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۰ء کے ایک مقالے میں جو نوجوان کمیونسٹ لیگ میں پڑھا گیا تھا۔ صاف الفاظ میں کہا کہ "ہم اخلاق کے ہر اس تصور کو ٹھکراتے ہیں جس کی بنیاد وحی و الہام یا کسی مذہبی کتاب کے اصول پر قائم ہے۔ مذہب سرمایہ داروں اور بورژواؤں کا گھڑا ہوا ڈھکوسلا ہے۔ لینن نے کہا ہم ایسے اخلاق اور ایسے مذہب پر لعنت بھیجتے ہیں ٹراسکی نے کہا تھا "بہترین اخلاق خانہ جنگی ہے جو مختلف طبقوں میں جاری ہوتی چاہیئے تاکہ اس سے بے طبقہ معاشرہ وجود میں آئے"، سوشلزم میں ازدواجی زندگی کی کوئی حد نہیں جو چاہے اس کے ساتھ اپنی ہوس کی آگ بجھا سکتا ہے بہن، ماں پھوپھی۔ خالہ۔ بیٹی وغیرہ کسی کے ساتھ جماع کرنا ممنوع نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ سوشلزم کا اخلاق سے "اخلاقی ہے"

سوشلزم کا معاشی پہلو

سوشلزم کے داعیان اور اس نظریہ کے علمبرداروں نے عوام الناس کو جو سبز باغ دکھلائے تھے ان کی عملی تعبیر قارئین ملاحظہ کریں۔ پہلے مساوات کے نام پر انسان سے اس کی آزادی چھین لی کیونکہ اشتراکیت کا بڑا پیسر یہ نعرہ ہی مساوات ہے یہ وہ نعرہ ہے جو سوشلسٹ مزاج رکھنے والے اشتراکی اور اشتراکیت کے خلاف ممالک میں لوگوں کو ورغلانے کے لئے بطور حربہ استعمال کیا جاتا ہے لیکن اشتراکی ممالک میں یہ لفظ اپنی قدر و قیمت کھو چکا ہے۔ سب سے پہلے جس لیڈر نے اس نعرہ کے خلاف آواز اٹھائی وہ اسٹالن تھا۔ اسٹالن نے اعلان کیا کہ جو لوگ مساوات کا نعرہ لگاتے ہیں وہ اشتراکیت کے دشمن ہیں اس نے کہا "مارکسزم مساوات کا دشمن ہے" پھر سیکو بان نے قدم مساوات کے فلسفہ کی تشریح کی۔ اس نے معاوضوں میں عظیم تفاوت کی وکالت کی۔ اور اس عظیم تفاوت کو ناگزیر اور جائز قرار دیا۔

روس میں اشتراکیت قائم ہوتے سولہ برس بعد بھی معاوضوں میں شدید تفاوت موجود تھا۔ چنانچہ ایک روسی پرچے "TRUD" نے ۲۰ جنوری ۱۹۳۶ء کے شمارے میں ایک روسی کان "BASIN MAIN" کے بارے میں معلومات شائع کیں جو ہم بطور خوتہ نظر قارئین کر رہے ہیں۔

پرچے میں لکھا گیا ہے ۱۹۳۶ء میں اس کان میں ۱۵۳۵۰ افراد ملازم تھے جن کے معاوضوں کی کیفیت یہ تھی۔

۱۔ ۱۰۰۰ افراد ماہانہ ۱۲۵ روبل
۲۔ ۴۰۰ افراد ماہانہ ۵۰۰ تا ۸۰۰ روبل
۳۔ ۲۵۰ افراد ماہانہ ۸۰۰ تا ۱۰۰۰ روبل
۴۔ ۷۰۰ افراد ماہانہ ۱۰۰۰ تا ۱۵۰۰ روبل

یہ ہے وہ مساوات جس کی تعریفیں کرتے اشتراکیت کے علمبردار تھکتے نہیں۔ دنیا میں شاید ہی کوئی ملک ہو جہاں معاوضوں میں اتنی زیادہ تفاوت پایا جاتا ہو جو روس میں ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ روس میں عام اجرتوں میں ایک اور ۱۰۰ کا فرق موجود ہے۔ لیکن ڈرائیکٹروں انجینیروں اور منتظمین کے معاوضوں کو معیار بنایا جائے تو یہ فرق ایک سے ۲۰۰ تک جا پہنچتا ہے۔

روس میں سوویٹ چیئرمین کامرس کے صدر کو ۱۶ ہزار روبل ملتے ہیں وزراء کی تنخواہ ۲۰۰ ہزار روبل ہے۔ اکاڈمی آف سائنسیز کے صدر کی تنخواہ ۳۰ ہزار روبل ہے۔ اہم ایجاد کرنے والے شخص کو ۳۰ ہزار روبل ملتے ہیں اسٹالین پرائز حاصل کرنے والے کو ۲ لاکھ روبل انعام ملتا ہے اور اس کے باوجود یہ دعویٰ ہے کہ اشتراکیت معاوضوں میں تفاوت ختم کر کے معیشت میں توازن پیدا کرتی ہے پھر معاوضوں کا یہ تفاوت ایسی بری بلا ہے کہ موت کے بعد بھی روسی معاشرہ کی جان نہیں چھوڑتا۔ موت کے بعد ایک عام مزدور کو قانون کے ذریعہ ۳۰ سے ۵۰ روبل تک ماہانہ بطور اعانت ملتے ہیں۔ لیکن بڑے لوگوں کی موت پر ان کے لواحقین کو ۳۰ ۔ ۴۰ ہزار روبل ماہانہ اور لاکھوں روبل کی یکمشت اعانت سے نوازا جاتا ہے مثال کے طور پر کامریڈ این۔ ایم پولی کرپوف KARPOV - Poli کی موت پر جو سپریم سوویٹ کا رکن تھا حکومت نے فیصلہ کیا کہ اس بچی اور بیوی کو ایک لاکھ روبل کی یکمشت اعانت دی جائے اس کی بیوی کو تمام عمر کے لئے ۱۰۰۰ ہزار روبل ماہانہ اسکی بچی کو تعلیم مکمل کرنے تک ۵۰۰ روبل ماہانہ اور اس کی بہن کو تمام عمر کے لئے ۴۰۰ روبل ماہانہ اعانت دی جائے۔ گویا جس خاندان میں ننھی پدلوں کرپولوں نے پرورش پائی اسے ایک لاکھ روبل یکمشت بطور اعانت ملے اور ۱۹۰۰ روبل ماہانہ اعانت وصول ہوئے۔ کیا یہ صورت حال سرمایہ دار ممالک سے مختلف ہے؟ اور اب تو روس میں نکپتی اور کروڑ پتی سرمایہ دار پیدا ہونے لگے ہیں۔ پہلے اشتراکی نکپتی جن کی "۱۹۳۳ء" میں روسی اخبارات میں دھوم مچی تھی ایک کھیت کے سربراہ کامریڈ برڈ آئی بی کوف (BERDV - BEKOV) تھے اور اب ایسے سرمایہ دار لکھ پتیوں

(باقی صفحہ پر)

تحریر: ڈاکٹر محمد ظاہر صدیق

ترجمہ: سید عبداللہ

ریچھ کی ایک خصلت

ریچھ کی ایک قسم جو شمالی روس کے سرد علاقوں میں پائی جاتی ہے۔ ان کی ایک عادت یہ ہے کہ اپنے بچوں کو کچڑ میں لت پت کر دیتے ہیں۔ اور جب اُن کی شکل ظاہری طور پر بگڑ جاتی ہے تو یہ ان کو پھر پرائے بچے اور غیر ریچھ نظر آتے ہیں اور وہ اپنے ان بچوں پر حملہ کر کے انہیں چیر پھاڑتے ہیں اور کھا جاتے ہیں۔ یہی خصلت روسی کمیونسٹوں کی بھی ہے۔

وہ پہلے پہل دوسرے ملکوں میں کچھ ملحد اور وطن فروش چہروں کو ابھارتے ہیں اور انہیں تربیت دیتے ہیں۔ بعد میں ان چہروں کے ذریعے انہی کے نام سے اُس ملک کا بھاگ ڈور حاصل کر لیتے ہیں پھر کچھ مدت کے بعد ان چہروں کو غدار اور جنایتکار ٹھہرا کر اقتدار سے ہٹا دیتے ہیں اور موت کے ابدی نیند سلا دیتے ہیں۔

پہلے پہل روسی کمیونسٹوں نے یہ کام وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں میں انجام دیا ابتداء میں انہوں نے ان ریاستوں کے اندر غدار عناصر کو پالا اور انہیں تربیت دی

جب روسیوں نے ان مسلم ریاستوں پر قدم جمائے اور ان پر قابض ہو گئے تو پھر ان ہی غدار عناصر پر غداری کا الزام لگا کر ان پر مقدمات چلائے اور پھانسی پر لٹکایا۔

اسی طرح روسی کمیونسٹوں نے مشرقی جرمنی میں بھی ایسا ہی عمل انجام دیا وہاں انہوں نے کچھ ملحد اور وطن فروش چہروں کو منظر عام پر لایا اور ان ہی ملحد عناصر کے ذریعے اور ان ہی کے نام کمیونزم کا ناپاک مسلک قائم کر دیا اور پولٹاری ڈکٹر شپ کے نام سے اپنا تسلط جمایا۔ لیکن جب یہ ناپاک مسلک وہاں کے لوگوں کی بدبختی و پریشانی کا باعث بنا۔ تو مکار روسی کمیونسٹوں نے یہ بار ملامت انہی کے کندھوں پر ڈال دیا اور انہیں مسند اقتدار سے نیچے گرایا

روسیوں نے ایسی ہی چال افغانستان میں بھی چلی۔ ابتداء میں اپنے ناپاک منصوبے پورا کرنے کے لئے داؤد کو استعمال کیا اور سلطنت کا نام و نظام جمہوریت سے بدل ڈالا اُسے ایک مدت تک اپنے روش و سلوک سے روشناس کرایا اور یہاں اپنے بعض کمیونسٹی اصطلاحات مثلاً مرکزی کمیٹی، ڈیموکراٹیک سازمان، پولٹ بیورو، کومسومول، زحمت کشاں وغیرہ وغیرہ رائج کرایا تاکہ عوام ان اصطلاحات سے مانوس ہو جائیں۔ لیکن جب ان کے کمیونسٹی منصوبے کامیاب ثابت نہ ہوئے۔ تو داؤد کو غدار کا لقب دے کر اپنے پرچمی اور خلقی غلاموں کے ہاتھوں ہلاک کر دیا۔ اور اس کی بجائے نور محمد تراہ کی کو سامنے لایا گیا۔ پھر اُسے بھی خلق و پرچم کمیونسٹ پارٹی کے داخلی کش مکش کے نتیجے میں ہلاک کر دیا گیا۔

تراہ کی کے بعد حفیظ اللہ امین آیا اُس پر بھی سی آئی اے کا ایجنٹ ہونے کا الزام لگا کر ختم کر دیا گیا اور اس کی بجائے اپنے حلقہ بگوش غلام ببرک کارمل کو نام نہاد کرسی اقتدار پر لا بٹھا دیا اور اب جب ان کے شیطانی منصوبے ہمارے غیور اور جیالے مجاہدین کے ہاتھوں ناکام ہو رہے ہیں تو ببرک کارمل کو بھی اقتدار سے بے دخل کر دیا گیا۔

کارمل، اس کے ساتھی اور ان کے روسی آقا اس خام خیالی میں مبتلا تھے کہ وہ افغانستان کو کمیونسٹ روس کی مقبوضہ ریاست بنا دیں گے لیکن اب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی لطف و مرحمت سے، اور ہمارے مجاہد قوم کی قربانیوں کی وجہ سے روس کے شیطانی منصوبے ناکام ہو رہے ہیں اور کارمل جو روس کا مشہور غلام تھا میدانِ کارزار سے ذلت و رسوائی کے ساتھ

کنارہ کش ہوا بلکہ خود اپنے روسی آقاؤں کے ہاتھوں ہٹایا گیا۔ وہ ہمیشہ کہتا تھا کہ میں ہی روسی غلامی کی زنجیر افغانستان کے مومن قوم کے گردن میں ڈال سکتا ہوں۔ میں ہوں جو خلق و پرچم مزدور گروہوں کو اپنے گود میں کر سکتا ہوں، سب سے زیادہ میں کمیونزم کے ناپاک مسلک کو جانتا ہوں۔ میں نے (کے جی بی) کے جاسوسی شعبہ میں بہت کچھ سیکھا ہے۔

لیکن اب ریچھ کو اپنے اس بچے پر غصہ آیا ہے۔ وہ اسے کیچڑ میں لت پت کر چکا ہے اس کے چہرے کو گندہ سے گندہ تر کر دیا ہے تاکہ اسے چیر پھاڑ کر کھا جائے۔

کابل کی برطرفی افغانستان میں موجود کمیونسٹوں کے لئے درس عبرت ہے۔ انہوں نے دیکھ لیا کہ وطن فروشوں کا چہرہ اول ذلت و رسوائی کے گڑھے میں ڈال دیا گیا ہے انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ اس کے سارے خدمات روسیوں کے لئے غیر موثر ثابت ہوئے اور وہ ذلت و رسوائی کے ساتھ صحنۂ عمل سے کنارہ کش ہونے پر مجبور کر دیا گیا۔

وہ اللہ کے سامنے مجرم ٹھہرا، اپنے قوم کے سامنے مردود ہوا اور تاریخ کے سامنے شرمندہ ہو کہ زیر خاک ہوا جا رہا ہے۔

یہ مذکورہ واقعات علاقے اور سارے جہاں میں روسی ایجنٹوں کے لئے درس عبرت ہے انہیں سوچ بچار سے کام لینا چاہیئے۔ کیونکہ روس صرف اور صرف اپنے امپراطوری کا دائرہ وسیع سے وسیع تر دیکھنا چاہتا ہے۔ روسی چاہتے ہیں کہ پوری دنیا پلید روسی کمیونسٹ نظریات کے زیر اثر آجائے۔

روس اپنی حدوں اور پست فطرت منافرکو اپنی قوت و اقتدار کی خاطر ایک وسیلہ سمجھ کر استعمال کر رہا ہے۔

پرنسیف حفیظ اللہ امین کو کمانڈر انقلاب کے نام سے پکارتے تھے۔ لیکن جب اس کے قتل کی خبر پرنسیف کو پہنچی تو اس نے امین کی یاد میں کاخ کریملن میں پانچ پیگ شراب نوشی کیا۔

بہرکار کابل کی ہر طرفی سے بھی اُن کمیونسٹوں کو درس عبرت حاصل کرنا چاہیئے جو کتوں کی طرح روسی آقاؤں کے پاؤں تلے پڑے ہوئے ہیں کہ بہت جلد ان کا انجام بھی اسی طرح ہونا ہے خواہ مجاہدین کے ہاتھوں ہو یا اپنے آقاؤں کے ہاتھوں اُنہیں اپنے کئے کرائے کا مزہ چکھنا ہے اور سزا بگتنی ہے۔

بقیہ:- سوشلزم اور...

اور کمرشل پلیٹوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔

یہی وہ مساوات ہے جس کے چرچے اشتراکیت کے شیدائی کرتے پھرتے ہیں۔ پس قارئین کرام کیا مساوات کی یہی تعبیر ہے؟ اگر یہ مساوات ہے تو پھر عدم مساوات کس بلا کا نام ہے؟ یہ تو زمانہ مساوات کا وہ نقشہ جو سوشلسٹ ممالک میں قائم ہے لیکن حل طلب سوال یہ ہے کہ کیا اس دنیا میں مساوات کا قیام ممکن بھی ہے؟ تجربہ تو یہ بتاتا ہے اور تاریخ بھی اس امر پر گواہ ہے کہ دنیا میں مساوات کا قیام ممکن نہیں۔ دُور نہ جائیے ہم میں سے ہر فرد اس منظر کا عینی شاہد ہے کہ خاندان کے سربراہ کی موت پر اس کا پورے کا پورا اثاثہ اولاد میں اسلامی دستور کے مطابق تقسیم کر دیا جاتا ہے لیکن ابھی چند ماہ یا چند سال بھی گزر نہیں پاتے کہ ان میں سے کوئی اپنے اثاثے میں اضافہ کر لیتا ہے اور کوئی پہلی پونجی بھی گنوا بیٹھتا ہے۔ امر واقعہ یہی ہے کہ جب تک مختلف افراد کی صلاحیت کار اور قوت کار میں فرق موجود ہے ان میں معاشی مساوات ممکن نہیں اگر مصنوعی طور پر جبر و تشدد کے ذریعہ سے یہ مساوات قائم کرنے کی کوشش کی جائے گا تو یہ فطرت کے خلاف جنگ کے مترادف ہوگی جو اسی طرح ناکامی سے دوچار ہوگی جیسے روس اور دیگر سوشلسٹ ممالک میں ہوئی ہے۔

زراعت کے میدان میں۔

زراعت کے میدان میں اشتراکیت کی ناکامی بڑی واضح ہے۔ بلکہ صحیح تر الفاظ میں زراعت۔ اشتراکی معاشی نظام کا سب سے زیادہ کمزور پہلو ہے اشتراکیت کا زرعی انقلاب دو مرحلوں میں مکمل ہوتا ہے پہلے مرحلہ پر زرعی اصلاحات کا نفاذ ہوتا ہے جس کے ماتحت اراضی زمینداروں سے چھین کر سرکاری تحویل لے لی جاتی ہے۔

دوسرے مرحلہ پر وہ کسان جو زمینداروں کے بعد مالک زمین بنے تھے ان کی حیثیت کھیت مزدور کی رہ جاتی ہے اور وہ حسب سابق کف افسوس ملتے رہ جاتے ہیں۔ فرق اگر واقع ہوتا ہے تو صرف اس قدر کہ پہلے وہ زمینداروں کے مزارعہ تھے اور اب ان کی حیثیت سرکار کے کیفیت مزدور کی ہو گئی۔ پہلے وہ اس پوزیشن میں تھے کہ اگر زمیندار ان پر زیادتی کرے تو اس کے خلاف آواز بلند کریں یا قانون کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔ لیکن اب چونکہ مقابلہ حکومت سے ہے اس لئے قانونی چارہ جوئی اور احتجاج کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔

افغانستان میں قدم جمانے کے لیے

روس کی غیر خفیہ سرگرمیاں

روس نے افغانستان کو روسی کالونی بنانے کی پالیسی پر عمل کرنے کے لئے اپنی غیر خفیہ سرگرمیاں بھی تیز کر دی ہیں اس مقصد کے لئے اس نے وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں کو روسی کالونیاں بنانے میں اہم کردار ادا کرنے والے تجربہ کار کمیونسٹوں کو آزمانا شروع کیا ہے۔ ریڈیو کابل کی گذشتہ روز کی نشریات کے مطابق افغانستان کی سرکاری خبر رساں ایجنسی باختر کے مطابق روس کے ایک اعلیٰ سطحی وفد نے ۲۷ نومبر کو افغانستان کا دورہ کیا۔ جس کے دوران وفد نے افغانستان کی کٹھ پتلی انتظامیہ کے سربراہ ڈاکٹر نجیب اللہ اور وزیر اعظم سلطان علی کشتمند سے الگ الگ ملاقاتیں کیں۔ اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا۔ روس کے اس اعلیٰ سطحی وفد کی قیادت روسی مقبوضہ مسلم ریاست، ازبکستان میں کمیونسٹ پارٹی کے سینیئر سیکرٹری اور روسی پولٹ بیورو کے رکن میخوف کر رہے تھے۔ جو فارسی زبان پر عبور رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر نجیب کے ساتھ قصر صدارت میں وفد کے ساتھ ملاقات کے دوران کٹھ پتلی انتظامیہ کے نائب وزیر اعظم صالح محمد زیرے، افغان پولٹ بیورو کے سینیئر رکن نور محمد نور، افغان کمیونسٹ پارٹی کے سینیئر سیکرٹری نیاز محمد اور منصوبہ بندی کمیٹی کے ڈائریکٹر محمد عزیز بھی موجود تھے۔ جب کہ افغانستان کے علاوہ روسی سفیر بھی اس ملاقات میں شامل تھے۔

وفد نے افغان لیڈروں کے ساتھ معاشی اور فنی شعبوں میں تعاون اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا۔ وفد نے بعد میں وزیر اعظم سلطان علی کشتمند سے بھی ملاقات کی۔

روسی وفد کا دورہ افغانستان اور افغان لیڈروں سے ملاقاتیں دیسے تو بظاہر معمول کا دورہ دکھائی دے رہا ہے تاہم اس دورے سے متعلق چند باتیں اہمیت کی حامل ہیں۔ جن میں اہم بات یہ ہے کہ پہلی مرتبہ مقبوضہ مسلم ریاستوں سے تعلق رکھنے والے پولٹ بیورو کے کسی رکن نے وفد کی قیادت کرتے ہوئے افغانستان کا دورہ کیا ہے۔ شاید روس اس طرح کے وفود اور دوروں سے مقبوضہ مسلم ریاستوں کے کمیونسٹ لیڈروں اور افغان کمیونسٹ لیڈروں کو ایک دوسرے کے قریب لانا چاہتی ہے اور دوسری جانب مقبوضہ مسلم ریاستوں کے وہ روسی کمیونسٹ جنہوں نے ان ریاستوں کو روس کا حصہ بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے، کے تجربوں سے افغان کمیونسٹوں کو روشناس کرانا اور ان افراد اور ان کے تجربوں کو افغانستان میں آزمانا چاہتی ہے۔ تاکہ اس طرح افغانستان کو روسی کالونی میں تبدیل کرنے اور مقبوضہ مسلم ریاستوں کی طرح اسے بھی روسی مقبوضہ علاقہ بنانے کے لئے راہ ہموار ہو سکے۔

اس مقصد کے لئے افغانستان کے اندر تقریباً تمام اہم شعبوں کی سربراہی روسیوں کو دی گئی ہے۔ جیسا کہ روس کے ایک سینیئر پروفیسر کو افغانستان کی تاریخ از سر نو لکھنے پر مامور کر دیا گیا ہے تاکہ افغانوں کی تاریخ مسخ کر کے روسی مقاصد و مفادات کے تحت دوبارہ لکھی جائے اور اس طرح نئی نسل کو گمراہ کیا جا سکے۔

بقیہ: خلیق اعظمؒ

لیتے اور پیدل نہ چلنے دیتے۔ اگر وہ سوار ہونے میں تامل کا اظہار کرتا۔ تو فرماتے کہ میری رفاقت ترک کر اور تجھے جہاں جانا ہے چلا جا

مجلس میں جہاں جگہ ملتی تشریف فرما ہو جاتے اور صدر نشینی کا خیال بھی دل میں نہ لاتے اور تمام مسلمانوں کو بھی ایسا ہی کرنے کی ہدایت فرماتے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گراں بہا سمجھتے۔ کسی خوراک سے نفرت نہ کرتے۔ اگر رغبت ہوتی کھا لیتے ورنہ ترک کر دیتے

پڑوس میں بسنے والوں کا خیال رکھتے مہمانوں کی تو اضع میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے۔ چہرۂ اقدس ہر وقت متبسم اور شگفتہ رہتا۔ نعلین اور کپڑوں کو خود ہی پیوند لگا لیا کرتے۔

تحریر: خادنوال عبدالرؤف
ترجمہ: عبدالحبیب ھمدرد

روسی وحشی درندوں کے ظلم کی
ایک درد بھری داستان

خوشحال گھرانہ ماتم کدہ بن گیا

صوبہ کندوز کے چار درہ نامی علاقے کے ایک دیندار، محب وطن اور دلسوز گھرانے سے تعلق رکھنے والے خادنوال عبدالرؤف کا ایک خوشحال ہنستا بستا گھرانہ روسی دیوتاؤں کی بھینٹ چڑھ کر ویران ہو گیا۔

سارنوال عبدالرؤف کا شمار بھی ان مجاہدوں میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے انقلاب اسلامی افغانستان کے آغاز سے لے کر آج تک جہاد کے گرم اور خونین محاذوں پر دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور دشمن پر ایسی کاری ضربیں لگائیں کہ وہ عمر بھر یاد رکھیں گے۔

خون آشام روسی وحشی درندوں کا یہ معمول بن چکا ہے کہ جب کبھی وہ حق اور باطل کے معرکے میں مجاہدین راہِ حق کے ہاتھوں شکست اٹھاتے ہیں تو وہ اپنی انتقام جیانہ کاروائی کے تحت شہری اور دیہاتی آبادیوں میں قتل و قتال کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں اور اسی طرح اپنے دل کو ٹھنڈک پہنچاتے ہیں۔ یہ دلسوز واقعہ بھی اُسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

یہ جولائی ۱۹۸۳ء جمعۃ المبارک کے دِن کا واقعہ ہے۔ جب صوبہ کندوز کے چار درہ نامی قصبے کی فضا پر چند ایک روسی ہیلی کاپٹر ہوائی جہاز نمودار ہوئے اور اچانک یکے بعد دیگرے گولے، راکٹ اور بم برسانے لگے۔

اس وحشیانہ حملے کے نتیجے میں جناب سارنوال صاحب موصوف کے گھرانے کے دو کمسن بچے سنگین اور گل زمان بم کے ٹکڑے لگنے سے شہید ہو گئے۔ ان شہیدوں میں ایک گیارہ سالہ لڑکا بھی شامل تھا۔ جس کا سر تن سے جدا ہوا تھا اور اس کا بیجا نکل چکا تھا۔

دسمبر ۱۹۸۳ء کو روسی اور کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کی فوجوں نے اسی علاقے کے لیگیوں کو ایک بار پھر اپنی جارحیت کا نشانہ بنایا۔ پہلے علاقے کو محاصرہ میں لے لیا گیا۔ اور پھر گھروں کی تلاشی لینے لگے۔ جس کے دوران سارنوال صاحب کے گھر سے تین بیٹے مجاہد، سلطان غزنی محمد رضا اور محب اللہ کو گرفتار کر کے روسی درندوں نے دِن دھاڑے اُسی جگہ بغیر کسی باز پرس کے اپنے فولادی بوٹوں کے ذریعے ان کے جسم چیر پھاڑ کر لہولہان کیا اور وہ زخموں کی تاب نہ لا کر جامِ شہادت نوش کر گئے۔

آج تک ان شہیدوں کے بچے یہ آس لگائے بیٹھے ہیں کہ ان کے والد سودا خریدنے بازار گئے ہوئے ہیں۔

اس متدین گھرانے کا ایک ۶۵ سالہ ضعیف العمر شخص آج بھی جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں اپنے مسلمان ہونے کے جرم کی پاداش میں سزا بھگت رہا ہے۔

اسی طرح یہ مارچ ۱۹۸۵ء کی ایک خوفناک رات کا واقعہ ہے کہ جب سارنوال عبدالرؤف خان کے گھرانے کے افراد اپنے گھر کے علیحدہ علیحدہ کمروں میں سوئے ہوئے تھے کہ روسیوں نے رات کے اندھیرے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہلکی اور بھاری توپوں سے ان کے گھر کو نشانہ بنایا۔ دشمنوں کا ایک بیرحم گولہ ان کے مکان کے ایک کمرے کی چھت پر جا گرا جس کے نتیجے میں چھت گر گیا اور اس کمرے میں خواب شیریں میں سوئے ہوئے سات افراد ایک ساتھ شہید ہو گئے۔ ان شہیدوں میں چار معصوم بچے بھی تھے۔ بچوں کی غمزدہ ماں بلبلے کے قریب کھڑی زار و قطار گریہ و فغان کر رہی تھی اور اونچی اونچی آوازیں گاؤں والوں کو امداد کے لئے پکار رہی تھی۔ جب گاؤں والوں نے بلبلے کے ڈھیر سے ان شہیدوں کی لاشوں کو نکالا۔ تو ان میں ۹ سالہ ۶ سالہ ۴ سالہ ۲۵ روزہ معصوم بچے تھے۔ یہ چاروں بچے جناب سارنوال عبدالرؤف کے حقیقی فرزند اور جگر گوشے تھے۔

قسط اول ——— ترجمہ ۔ موسیٰ خان جلالزئی

روس کی سہ فریقی حکومت

سوویت یونین میں تین گروپ خود مختار اداروں کے طور پر کام کر رہے ہیں جسے سہ فریقی حکومت کا نام دیا جا سکتا ہے ان سہ فریقوں میں پہلے نمبر حکمران روسی کمیونسٹ پارٹی، دوسرے نمبر پر جاسوسی کا روسی ادارہ "کے جی بی" اور تیسرے نمبر پر "ریڈ آرمی (فوج) ہے۔

اگر یہ نظر غائر جائزہ لیا جائے تو یہ یقین کرنے میں ذرا بھی دقت محسوس نہ ہوگی کہ سوویت یونین میں دراصل صرف کمیونسٹ پارٹی کی اقلیتی حکومت قائم ہے اور باقی ماندہ دونوں ادارے براہ راست اس کے زیر نگرانی ہیں۔ لیکن ان دونوں اداروں کو خود مختاری کا کھلونا دے کر لینن نے اپنے لاڈلے بچوں کو خوش رکھا ہے۔ حالانکہ مذکورہ بالا اصول کے تحت یہ دونوں ادارے بھی کسی نہ کسی طرح کمیونسٹ پارٹی کے براہ راست دستِ نگر اور ماتحت ہیں۔

لیکن یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ تینوں ادارے بڑی حد تک خود مختار ضرور ہیں۔ مگر بروقت فیصلے صادر کرتے وقت ایک ادارے کی راہ میں دوسرے دونوں ادارے رقابت اور حسد کے کانٹے بکھیر دیتے ہیں۔ جس سے لامحالہ اُن کی خود مختاری محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔ نتیجتاً کوئی خود مختار حکومتی ادارہ اپنے طور پر دوسرے دونوں اداروں کی مرضی کے بغیر کسی پالیسی پر فیصلہ صادر کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔

لہٰذا اس طرح تینوں ادارے ایک دوسرے کے محتاج ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اس سے پوری طرح واضح ہو جاتا ہے کہ کونسا ادارہ خود مختار اور کس حد تک اپنے اختیارات استعمال کرنے کا مجاز ہے۔ جب کہ یہ تینوں ادارے ایک دوسرے کے رقیب اور حاسد بن کر رہ گئے ہیں۔ جس کے نتیجے میں یہ تینوں گروپ اندرونی طور پر ایک دوسرے کے خلاف کوشاں اور سرگرداں نظر آتے ہیں۔ جب موقع ملا ایک نے دوسرے پر وار کر ڈالا۔ جھگڑے، خون کی ہولی، جھڑپیں، فتح و شکست وغیرہ، فوجی اعتبار سے یا قومی سطح پر۔ مختصر کہ اتحاد اور مستقل غداری الغرض ہر مرحلہ پر اور ہر محاذ پر سوویت یونین کے اندر سہ فریقی سرد جنگ جاری و ساری ہے۔ ایک حریف دوسرے رقیب پر بھرپور وار کرنے کے موقع کی تلاش میں رہتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں اکثر اوقات خونی جھڑپوں، غداری اور انحراف کی نوبت تک آ جاتی ہے۔

کمیونسٹ اقلیتی حکمران پارٹی کے جی بی (KGB) کے بغیر اور عوام پر مسلسل ظلم روا رکھے بغیر ایک لمحہ بھی قائم نہیں رہ سکتی۔ گویا کے جی بی کمیونسٹ حکمران پارٹی کی جان اور باعثِ زیست ہے۔ عوام پر ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑنے کے لئے کے جی بی کا ادارہ مکمل طور پر خود مختار ہے جو ہمہ وقت کمیونسٹ پارٹی کو زندہ رکھنے کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ اور اسی طرح کے جی بی بھی شعلوں کو ہوا دیئے، لوگوں کو دھوکہ دہی کے جال میں پھانسنے اور کمیونزم کا پرچار کئے بغیر ایک لمحہ زندہ نہیں رہ سکتی۔ گویا پارٹی ہے تو کے جی بی اور اگر کے جی بی ہے تو پارٹی زندہ ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم اور ایک دوسرے کی جان ہیں۔ ایک کے بغیر دوسرا زندہ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ ان میں ہر ایک ادارہ اپنے کام کو فوقیت اور اولیت دیتا ہے۔ اور رقابت ایک ایسی بات سمجھی جاتی ہے اس طرح کمیونسٹ پارٹی اور کے جی بی اپنے طور پر غیر مقسم حکومت چلا رہے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ دونوں ادارے یہ بخوبی سمجھتے ہیں کہ اُن میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کو ختم نہیں کر سکتا۔ اس کا زیادہ تر دارومدار مسلسل اُس رقابت پر ہے جو عرصہ دراز سے ساتھ ساتھ چل رہی ہے۔ کیونکہ ان دونوں رقیبوں کو اس سلسلے میں ایک تیسرے رقیب کی مدد درکار ہے اور وہ ہے فوج۔ کیونکہ سوویت فوج مگر کچھ کا دول ادا کر رہی ہے۔ جس سے دونوں ادارے نہ صرف لرزاں اور ترساں ہیں بلکہ خاموشی سے اپنی زندگی کے دن پورے کرنے کے لئے ہمہ وقت ہوشیار رہتے ہیں اس

ڈر سے کہ اُن کے شور مچانے سے یہ مگرمچھ کہیں اُن کو ہڑپ نہ کرلے۔ اس سہ فریقی حکومت میں فوج اگرچہ ایک بہت طاقتور فریق ہے۔ مگر حقوق کی حد تک یہ فریق بھی اپنے حق اور اپنی خود مختار حیثیت سے محروم ہے چنانچہ اِس مثلث یعنی فوج کمیونسٹ پارٹی اور کے جی بی میں فوج نے آج تک کوئی قابلِ ذکر کارنامہ سرانجام نہیں دیا۔ جس دِن ایسا ہوا وہ دِن کمیونسٹ پارٹی اور کے جی بی کا آخری دِن ہوگا۔ اور یہ دونوں ادارے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے۔ کیونکہ اس مگرمچھ کو نہ تو پارٹی کی ضرورت ہے اور نہ ہی کے جی بی کی۔ کیونکہ فوج کے اندر ہی خفیہ تنظیم قائم ہونے کی وجہ سے فوج کو کے جی بی کی چنداں ضرورت نہیں۔ اور خود مختاری کے لحاظ سے نہ پارٹی کی ضرورت ہے۔ بنیادی طور پر اس کی آزاد حیثیت اس حد تک ہے کہ ناک میں دم کئے ہوئے ہے اور اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق آسے ہر چیز میسّر ہے۔ نیز دونوں یعنی کے جی بی اور کمیونسٹ حکمران پارٹی اپنے طور پر دونوں خوب سمجھ رہے ہیں۔ کہ مگرمچھ کو اپنے ساتھ ملانے میں اگر کسی ایک فریق نے پہل کی تو دونوں فریق باری باری اس مگرمچھ کا لقمۂ تر بن کر رہ جائیں گے۔ چنانچہ اُسے اپنے طور پر آزاد ہی رکھا جائے یہی وجہ ہے کہ وہ دونوں آج تک اُس سے محفوظ ہیں۔

پارٹی اور کے جی بی دونوں نے اس مگرمچھ کو سختی سے مضبوط حفاظتی خول کے نیچے دبا رکھا ہے۔ پارٹی کا حفاظتی ڈھکنا یا خول سیاسی محکمہ ہے۔ جب کہ کے جی بی کا محافظ خصوصی محکمہ (Special Department) ہے۔ چنانچہ فوج کا ہر حصہ پارٹی اور کے جی بی سیاسی اور سپیشل محکموں کے زیرِ اثر اور زیرِ نگرانی ہے۔ ایسے مواقع پر جب کہ فوج نے پارٹی پر حملہ کیا ہو، جیسا کہ اس سے پہلے کئی مرتبہ ہو چکا ہے اور ایسے مواقع اُس وقت پیدا ہوتے ہیں جب فوج میں اکثریت پارٹی کی مخالفت پر اُتر آئے تو ایسے میں کے جی بی کے بنکر محکمہ کے کارکن فوراً حرکت میں آتے ہیں اور باغی فوجیوں پر قابو پاتے ہیں اور جب کبھی فوج نے کے جی بی پر حملہ کیا جیسا کہ سٹالن کی موت کے فوراً بعد ہی ہو چکا ہے۔ تو پارٹی فوراً اُس پر قابو پا لیتی ہے۔ اور جب کبھی کے جی بی کمیونسٹ پارٹی کے خلاف اندرون خانہ کوئی منصوبہ یا بغاوت کا پروگرام بناتی ہے۔ تو پارٹی فی الفور اپنے اس مگرمچھ کو کھلا چھوڑ دیتی ہے اور اس طرح کے جی بی پر قابو پا لیتی ہے ویسے حوادث کے بعد صورت حال اب قدرے نارمل ہے۔ مگرمچھ کے آقاؤں نے اس خوش اسلوبی سے اُس کو ہر طرف سے دبا رکھا ہے کہ کسی قسم کے جھگڑے یا فساد کے ابھرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کبھی کبھار پارٹی اپنے اس مگرمچھ کو چند ایک ٹھوکریں بھی لگا دیتی ہے اور یا پھر دیگر سرپھروں کے پیچھے لگا دیتی ہے۔ اسی کی وجہ سے سوویت فوج بھی کافی مضبوط نظر آتی ہے۔ بعض اوقات فوج کی پوزیشن مضبوط ہو جاتے تو وہ اس مگرمچھ کے دونوں آقاؤں کو اس کے پیچھے لگا دیتی ہے۔ اس طرح فوج اس سہ فریقی یا سہ تحتی حکومت کے دائرے سے باہر نہیں نکل سکتی۔ بلکہ اگر ایسا کوئی بھی چاہے۔ تو اُس کے لئے ناممکن ہے۔ تاہم سوویت یونین کے دیگر باسی چاہیں بھی تو اِس سلسلے میں اپنے طور پر کوئی ردِ عمل ادا نہیں کر سکتے۔ گویا اس سہ فریقی اتحاد کو نہ تو کوئی ہٹا سکتا ہے نہ مٹا سکتا ہے۔ وہ تو صرف اِن فریقوں کو خوراک۔ لباس اور دیگر ضروریات زندگی مہیا کر کے اپنے ٹکے کھرے کرنے میں لگے ہیں۔ بعینہٖ اُسی طرح جس طرح ایک تماشہ دکھانے والا لوگوں کو سانپوں سے ڈرا کر پیسے وصول کرتا ہے۔

سوویت فوج کا جنرل سٹاف اس مگرمچھ کا دل و دماغ ہے۔ جب کہ ملٹری انٹیلی جنس اس کی آنکھیں اور کان ہیں۔ جی۔ آر۔ یو "گرو"

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

ایک مجاہد ایک ضعیف العمر زخمی کا مرہم پٹی کر رہا ہے

تحریر محمد حبیب ہمدرد

پھر صبح روشن طلوع ہوگی

رات کا تاریکی آہستہ آہستہ گہری ہوتی جا رہی تھی۔ آسمان پر کالے بادل کے آوارہ اور ٹکڑیوں میں بکھری ہوئی گھٹائیں رفتہ رفتہ یکجا ہوئے اور پھر ایسی زور کی بارش ہوئی۔ جیسے بادل نے آج خشک ہو جانے کا قصد کر لیا ہو اور اس کے بعد کبھی بھی برسنے کا ارادہ نہ ہو۔

خوفناک گن گرج اور آسمانی بجلی کے کڑک دل دہلا رہے تھے، موٹی موٹی بوندیں کریم کے گھر کے آنگن میں ٹپ ٹپ برس رہی تھیں۔

کریم اور اس کا چچازاد بھائی گل محمد جو ایک کٹر روس نواز افغان کمیونسٹ ہے۔ کریم کے گھر کے مہمان خانے میں بیٹھے سیاسی موضوعات پر گفتگو کر رہے تھے۔ باتوں ہی باتوں میں وہ دونوں بگڑ گئے۔ کریم نے اپنے دونوں ہاتھ ملتے ہوئے ایک سرد آہ بھری اور کہا۔

دیکھو گل محمد! تم رشتے میں میرے چچا زاد بھائی ہو اور عمر میں بھی مجھ سے کہیں بڑے ہو۔ ہمارا گھرانہ صدیوں سے ایک دیندار اور محب وطن گھرانہ کہلاتا چلا آ رہا ہے۔ ہمارے بزرگوں نے گذشتہ ادوار میں اپنے دین اور وطن کی بقاء اور حفاظت کے لئے نمایاں کارنامے انجام دیئے ہیں اور نیک نام کمایا ہے۔ لیکن آج اس گھرانے کا ایک فرد اس گھرانے کی نیکنامی اور عزت و شہرت پر پانی پھیر رہا ہے اور وہ فرد تم ہی ہو۔

گل محمد جو راستہ تم نے اختیار کر رکھا ہے وہ ہمارے دین و مذہب کے منافی ہے۔ اسلام ہمیں اجازت نہیں دیتا کہ ہم دیدہ و دانستہ اپنے سچے دین کو چھوڑ کر ایک غلط نظام اور لادینی نظریات کی پیروی کریں۔

ہاں! کسی نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ ایک انسان کا کردار اس کی سوسائٹی سے پہچانا جا سکتا ہے۔ یہ تمہاری اس سوسائٹی کا ثمرہ ہے۔ جس کے تم ایک باقاعدہ رکن تھے اور آج اس نے تمہیں ایک دین برحق سے منحرف کر دیا ہے۔ افسوس صد افسوس بزرگوں نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ آگ سے راکھ ہی رہ جاتی ہے۔

تم کبھی بار مجھے کفر و الحاد کی اس کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہونے کی دعوت دے چکے ہو۔ اور میں نے ہر بار صاف الفاظ میں انکار کر دیا ہے اور آج بھی اپنے اس عزم کو دہراتے ہوئے انکار کر رہا ہوں تم نے بارہا مجھے جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں کی نشاندہی کی اور حتیٰ موت کی بھی دھمکی دی ہے۔ لیکن سنو! میرا یہ ایمان اور عقیدہ ہے کہ غلامی کی زندگی سے ایسی موت ہی بہتر ہے۔

گل محمد تم لوگ جو روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگا رہے ہو یہ سب جھوٹ اور عوام فریبی ہے۔ افغانستان کے مسلمان عوام سے روٹی بھی چھین گئی۔ گھر بھی چھینا گیا اور انہیں بے گھر کر دیا گیا۔ آج ملک کی ۹۵ فیصد افغان مسلمان عوام کمیونسٹ نظام کے خلاف منظم ہو کر روس جیسی شیطانی طاقت کے آگے نہتے ہاتھوں سینہ سپر ہیں۔

گل محمد زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو، دھواں وہیں سے اُٹھتا ہے۔ جہاں آگ جلتی ہے۔

تم جو کچھ بھی کمیونزم کے بارے میں مجھ سے کہتے ہو وہ میرے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہے

گل محمد، کمیونسٹ قدرت نے جہاں کہیں بھی اپنے پاؤں جمائے وہاں قتل و قتال خون و خرابہ اور تباہی آئی ہے، کمیونزم اصل میں ظلم و وحشت کا دوسرا نام ہے کریم صدیوں سے دبے ہوئے آتش فشاں پہاڑ کی طرح یکدم پھٹ پڑا تھا۔ اور اور کہہ رہا تھا۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ ٹھیک ہے اور شاید میرا کہنا تمہیں پسند نہ آئے۔ کیونکہ سچی بات تو ہمیشہ کڑوی ہی ہوتی ہے۔

دیکھو گل محمد! میں نشے میں نہیں ہوں میری آنکھیں سب کچھ دیکھ رہی ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ تم نے کتنی آزاد زندگی

ماہنامہ

مشعل

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است آبروئے ما زنامِ مصطفیٰ است

گذاری ہے۔ تمہیں تو کوئی روکنے یا ٹوکنے والا نہیں تھا۔ نہ تمہارا باپ تھا کہ تمہیں روکتا اور نہ ہی ...

سارے سارے دن غلط اور فضول باتوں میں کاٹتے رہے۔ جن لوگوں کے ساتھ تم نے شب و روز گذارے ہیں وہ سبھی خدا ناشناس، جھوٹے اور احمق تھے۔

گفتگو کے دوران کریم کے والد مہمان خانہ میں داخل ہوئے۔ جس سے ان کی تیغ کلامی کا سلسلہ ایک دم منقطع ہو گیا۔ گل محمد غصے کے مارے لال پیلا ہو کر گھر سے نکل گیا۔ کریم نے ایک بار پھر اپنے عزم کو دہرایا اور کہا۔ ہاں، دیکھو آج افغانستان کا یہ دل آویز اور جنت نما حسین خطہ کفر و الحاد کی بھڑکتی آگ میں جل رہا ہے۔ یہاں کے مسلمان عوام پر مظالم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ بیگناہ شہری اور دیہاتی آبادیوں کو یکسر خاک میں ملایا جا رہا ہے۔ ہرے بھرے لہلہاتے کھیت اور کھلیانوں کو نذرِ آتش کیا جا رہا ہے۔ افغانستان کی معیشت بالکل تباہ ہو چکی ہے۔ میں اپنے پیارے وطن کو تباہی ہم پلے بڑھے اور جوان ہوئے کیسے اجڑتا دیکھ سکتے ہیں۔

کیا یہ میرا ایمان اور اخلاق کی ذمہ داری نہیں کہ میں اس کی حفاظت کے لئے آج اپنے تن من اور دھن کی بازی لگا دوں اور اس کے اس احسان کا بدلہ چکا دوں

ماں۔ میری اچھی اور پیاری ماں؛ آج میرے وطن کو میرے لہو کی ضرورت ہے وہ چیخ چیخ کر اپنے فرزندوں کو پکار رہی ہے۔

کیا ہوا ماں کہ میں گھر میں چھوٹا ہوں، میرا عزم تو پہاڑوں سے سر ٹکرانے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت بلند حوصلہ عطا فرمایا ہے۔ مجھ میں دشمن سے مقابلہ کرنے کی پوری پوری صلاحیت موجود ہے۔

ماں جہاد میں شامل ہونے کا میرا انہماک اور شوق روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے ہر لحظہ و ہر آن میرے خون میں نعرہ تکبیر کی صدا گونج رہی ہے۔

کریم کی ولولہ انگیز باتوں نے اس کی ماں کے ضمیر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور ماں نے جواباً کہا۔

بیٹا! اللہ تعالیٰ نے ہمیں سب کچھ دے رکھا ہے۔ ہاں ٹھیک ہے کہ اچھی زندگی ایک انسان کے لئے اس کی معراج نہیں ہوتی۔ آج کے دور میں تو ہر کوئی اپنے اپنے کاموں میں مگن ہے اور کسی کو کسی کی پرواہ نہیں، در اصل انسان میں انسانیت کا جوہر موجود ہونا ضروری ہے، انسان واقعی وہ ہے جو مصیبت کے وقت دوسروں کے کام آئے میں چاہتی ہوں کہ میرا بیٹا اور ہم سب اُس راستے پر چلیں، جس کے لئے خداوندِ قدوس نے انسان کو جو اشرف المخلوقات کہلاتا ہے تخلیق کیا ہے۔

بقیہ صـ ۲۲ پر

کمانڈر ارین پور اپنے دیر مجاہدین کو جنگ کے بارے میں ہدایات دے رہے ہیں

تحریر۔ سُلطان صدیقی

مذہب کے خلاف گورباچوف کا اعلانِ جنگ

اللہ کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے

بھارت کا دورہ کرنے کے بعد واپس ماسکو جاتے ہوئے روسی راہنما میخائل گورباچوف نے وسطی ایشیا کی مقبوضہ مسلم ریاست ازبکستان کے دارالحکومت تاشقند میں مختصر قیام کے دوران ریاستی کمیونسٹ پارٹی کے ارکان اور حکومت کے افسران سے خطاب کرتے ہوئے اپنے اصل عزائم کا اظہار کرتے ہوئے تمام مذاہب اور بالخصوص دینِ اسلام کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا اور تمام کمیونسٹوں کو ہدایت جاری کر دی کہ وہ مذہب کے خلاف بے رحمانہ جدوجہد شروع کر دے اور ملحدانہ پروپیگنڈے کو توسیع دیں۔ اس موقع پر انہوں نے سینئر حکام کے خلاف سختی برتنے کی ہدایت کی جو ان کے کہنے کے مطابق پسماندہ نظریات کے فروغ میں مدد کر رہے ہیں اور خود بھی مذہبی تقریبات میں حصہ لیتے ہیں۔ مذاہب اور بطورِ خاص اسلام کے بارے میں کمیونسٹوں کا رویہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں لیکن میخائل گورباچوف پہلے روسی رہنما ہیں جنہوں نے کھل کر مذاہب کے خلاف کام کرنے کا حکم دیا

افغانستان میں روس کی براہِ راست فوجی جارحیت بھی مذہب کے خلاف ان کا ایک اقدام تھا۔ کیونکہ اس کٹر مذہب پرست مسلمانوں کے وطن میں مذہبی اثرات اور یہاں سے اٹھنے والی اسلامی تحریکوں کے حلقہ اثر سے روسی مقبوضہ مسلم علاقوں میں روسی مسلمانوں میں آزادی کی لہر دوڑ سکتی ہے جہاں روس انہیں اشتراکی نظام کے پنجوں میں جکڑے رکھنے کے باوجود مذہب سے ان کا رشتہ مکمل طور پر ختم کرنے میں ناکام رہا ہے۔

چنانچہ اس نے افغانستان میں فوجی جارحیت کی کہ اسلامی تحریکوں اور مذہب کے خلاف یہاں بھی محاذ کھولے اور افغانستان جیسے چھوٹے اور کمزور ملک پر قبضہ کر کے ایک طرف اپنے پیٹر اعظم زار روس کی ہدایت کے مطابق گرم پانیوں کے سمندر تک رسائی حاصل کرنے کے لئے قریب ہو جائے اور دوسری طرف یہاں کی اسلامی تحریکوں کا قلع قمع کر کے اپنے مقبوضہ مسلم ریاستوں کے برائے نام مسلمانوں کو ان کے اثرات سے محفوظ رکھ سکے۔ لیکن جذبۂ ایمانی سے مامور افغان حریت پسندوں نے مزاحمت کی تحریک جاری رکھتے ہوئے روس کو اپنے منصوبوں میں ناکامی سے دوچار کیا۔ اور یوں گزشتہ سات سالوں سے دنیا کی یہ "سپر طاقت" کمزور و ناتواں افغان مسلمان ملت کے خلاف عزیمت اٹھا رہا ہے۔ چنانچہ اب وہ ایک طرف مسئلہ افغانستان کے سیاسی حل کی آڑ میں ایک طرف زیادہ سے زیادہ مہلت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ تاکہ اس دوران افغان نوجوانوں کو روس بلا کر اشتراکیت کے رنگ میں رنگ سکے اس طویل المیعاد منصوبے پر وہ عمل پیرا ہے اور دوسری جانب وہ افغان عوام پر سیاسی حل کے ذریعے آزاد افغانستان کے نام سے ایک ایسی حکومت لانا چاہتا ہے۔ جو در حقیقت اس کا کٹھ پتلی ہو۔ لیکن بظاہر آزاد اور غیر جانبدار ہو اور جس کے مسلمان ممالک سے تعلقات نہ ہوں

جہاں تک مذہب کے خلاف کام کرنے کی بات ہے۔ تو اس پر کمیونسٹ روز اول ہی سے عمل پیرا ہیں۔ وسطی ایشیا کی روسی مقبوضہ مسلم ریاستوں میں مسلمانوں کو مسلمان کی حیثیت سے جینے کا حق حاصل نہیں اور بعض علاقوں میں تو مسلمان کی حیثیت سے مرنے کا حق بھی حاصل نہیں ہے۔ اور اسلامی روایات کے مطابق مردے دفنانے کی اجازت نہیں ہے۔ روس کا نظریہ خدا کے وجود سے انکار ہے۔ اور جو لوگ خدا کے وجود کو نہیں مانتے وہ مذہب اور دین کو کیا مانیں گے اور اس حق کو تسلیم کریں گے۔ اس کا نقطۂ نظر صرف مادہ پرستانہ ہے۔ اس کا نظریہ یہ ہے

کہ انسان کسی غیر مرئی ہستی کے سامنے جوابدہ نہیں۔ لیکن خدا کے ان دشمنوں کو معلوم نہیں کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے اور جو قوم قدرت و طاقت کے زعم میں حد سے گزر جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اُسے کمزور اور ناتواں قوموں کے ہاتھوں نیست و نابود اور تباہ و برباد کر دیتی ہے اور یہی دکھائی دے رہا ہے۔ افغانستان میں روس ایک کمزور قوم کے ہاتھوں سات سالوں سے شکست و ناکامی سے دوچار ہے اور وہ دِن دور نہیں جب خدا کے منکر اور ملحد ان باایمان، جری اور پر عزم حریت پسندوں کے ہاتھوں فنا ہونگے اور ایشیا کی مقبوضہ مسلم ریاستیں ایک بار پھر اسلام کا گہوارہ ہوں گی اور افغانستان ایک آزاد اسلامی ریاست ہوگا

بقیہ: صبح روشن....

یہ تنہا مجاہد اپنی ماں سے اجازت لے کر میدان جہاد میں کود پڑا اور ہر محاذ پر اپنی بہادری کے جوہر دکھا کر دادِ شجاعت پاتا رہا۔ والدین کی اچھی اور نیک تربیت کے باعث وہ بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کا پابند تھا۔ وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ۔

ہاں: میں مجاہد ہوں، میرا جہاد، جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ میرا جہادی مشن کسی مال غنیمت کے حصول کے لئے نہیں۔ میری جدوجہد صرف اللہ کی رضا کے حصول کے لئے ہے

میں اعلائے کلمۃ اللہ اور خدا کی زمین پر قرآن پاک کے قانون کو نافذ کرنے کے لئے بے دین روسی درندوں کے خلاف لڑ رہا ہوں۔ میں نے مصمم ارادہ کر رکھا ہے جب تک میرے دم میں دم ہے میں اپنے دین اور وطن کے دشمن کے مقابلے میں لڑتا رہوں گا۔ اور جب تک دشمن کو اپنے ملک سے نکال باہر نہ کروں اسلحہ زمین پر نہیں رکھونگا۔ میری آرزو ہے کہ اس بیسویں صدی کے اٹھی دور میں ایک بار پھر جہاد کے گرم اور خونین مورچوں میں اپنے اسلاف کی تابندہ یادوں کو تازہ کرتے ہوئے اِس جہادِ مقدس میں شہید ہو جاؤں۔

میں دنیا والوں کو یہاں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ افغانستان میں آج کل جو جنگ لڑی جا رہی ہے۔ وہ اسلام اور کمیونزم کے درمیان ایک جہاد ہے۔ حق اور باطل کا معرکہ ہے جو لوگ اس جنگ کو بزعم خود مختلف رنگوں میں پیش کر رہے ہیں وہ لوگ اصل میں اسلام کے مخالف ہیں۔

میں عالم اسلام اور خصوصاً نوجوانوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمیں جس جنگ کا سامنا ہے۔ یہ وہ جنگ ہے جس کا ہمارے مسلمان افغان ملت کی تقدیر اور مستقبل سے گہرا تعلق ہے۔ روسی جارحیت عالم اسلام کے لئے ایک زبردست چیلنج ہے ہمارا دشمن شیطان طاقت سے لیس ہے اور ہم مادّی لحاظ سے ضعیف مگر ایمانی طاقت اور جذبہ شہادت کی قوت سے مالا مال ہیں۔ کامیابی تو ہمیشہ ضعیف قوت ہی کو نصیب ہوتی ہے۔ اس مدعا کی مثال جنگ بدر ہے۔

یہ میرا ایمان ہے کہ یہ دارِ فانی انسان کے لئے ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں وہ امر جو مجھے اس راہ پر گامزن کر رہا ہے۔ وہ میرا ایمان اور پاک ضمیر ہے۔ ہمیں جدید جنگی ساز و سامان پر بھروسہ نہیں۔ ہم مسلمان ہیں ہمیں اپنے اللہ تعالےٰ اور اپنے ایمان پر بھروسہ کرنا چاہیئے

ہمارا نصب العین یہ ہے اگر ہم جہاد کر رہے ہیں یا روسی سامراج کی یلغار کے ظلم و ستم سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو کر دیارِ غیر میں پناہ لے کر ایک فلاکت بار زندگی گزار رہے ہیں تو یہ سب تکالیف اس لئے سہہ رہے ہیں کہ افغانستان میں خلافت راشدہ کا احیاء ہو آج میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت سے افغانستان پر آج کے چھائے ہوئے جہل و ظلمت کے یہ سیاہ بادل جلد ہی چھٹ جائیں گے اور انشاء اللہ وہاں اسلام کی صبح روشن طلوع ہوگی۔

لقمہ: روس کی سرفریقی حکومت جنرل سٹاف کا ایک حصہ ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں یوں کہیئے کہ دماغ کا دوسرا حصہ ہے۔ دراصل "گرو" (GRU) دماغ کا وہ حصہ ہے۔ جو اس بات کا تجزیہ کرتا ہے کہ آنکھوں نے کیا دیکھا اور کانوں نے کیا سُنا۔ چنانچہ مکمل طور پر تجزیہ کرنے کے بعد اُس مگر مچھ کو اُس سے آگاہ کر دیتا ہے اور اُس کو صحیح نشانہ لگانے یا یوں کہیئے کہ اپنا شکار پکڑنے کے لئے صحیح جگہ کا انتخاب کر دیتا ہے۔ اگر یہ مگر مچھ مضبوطی سے جی بی اور پارٹی کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔ جنرل سٹاف اور اُس کا جزو لازم گرو (GRU) خارجی اثرات سے آزاد ہیں ایسا کیوں ہوا۔ یہ محض پارٹی کے تجربات کا نچوڑ ہے۔ جنگ کے عرصہ سے پہلے پارٹی نے جنرل سٹاف کی اس قدر سخت نگرانی کی کہ "گرو" محکمے کے کارکنوں نے پارٹی کے ہر حکم پر احتجاج کرنا شروع کر دیا اور یہاں تک کہنے پر مجبور ہوگئے۔ کہ پارٹی کی سخت نگرانی کی وجہ سے جو جنرل سٹاف پر کی جاتی ہے۔ جنرل سٹاف اپنی سوچ بچار میں اپنی آزادی قطعی طور پر سلب کر چکا ہے۔ چنانچہ پارٹی نے اس تلخ تجربہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ آئندہ وہ اس مگر مچھ کی اس قدر سخت نگرانی سے باز رہے گی۔ اور مگر مچھ کے کام میں آئندہ دخل اندازی نہیں کرے گی۔ خواہ وہ پارٹی کی سوچ کے مطابق یا پارٹی فیصلوں کے خلاف ہی کیوں نہ سوچتا پھرے۔ تاہم پارٹی اور کے جی بی نے پھر بھی مگر مچھ کے جسم پر کنٹرول بدستور اپنے ہاتھ میں رکھا۔ اور اس کی سوچ، بچار، آزادی رائے کا حق بحال کر دیا۔ کیونکہ اس میں پارٹی اور کے جی بی کی بہتری تھی۔

افغانستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں

اقوام متحدہ ایمنسٹی انٹرنیشنل، ہلسنکی اور دوسرے عالمی اداروں کی شہادتیں

فروری ۱۹۸۶ء میں اقوام متحدہ نے اپنے ایک ممبر ملک کی طرف سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر ایک رپورٹ جاری کی۔ اس موضوع پر مرتب کی جانے والی اقوام متحدہ کی رپورٹوں میں یہ جامع اور واضح ترین رپورٹ ہے۔ جس کی تشکیل کا فریضہ آسٹریلیا کے ایک ممتاز قانون داں ڈاکٹر فلکس اورما کورا کے سپرد کیا گیا تھا۔

ڈاکٹر اورما کورا اس سے پہلے جنوبی افریقہ اور چلی کے سلسلے میں بھی ایسی ہی رپورٹیں مرتب کر چکے ہیں۔ انہیں اپنے کام میں ایک خاص مہارت حاصل ہے۔ وہ ایک غیر جانبدارانہ طریق کار سے کام کرتے ہیں۔ وہ صرف یقینی شہادتوں پر انحصار کرتے ہیں۔

ڈاکٹر اورما کورا کو اب کی بار مختلف حالات میں کام کرنا پڑا۔ انہوں نے بار بار افغانستان کی انتظامیہ کو لکھا کہ انہیں ملک میں آنے اور غیر جانبداری سے حالات کا جائزہ لینے کی اجازت دی جائے۔ لیکن انہیں سرکاری جواب تک موصول نہ ہوا۔ عام شہادتیں جمع کر لینے کے بعد انہوں نے ایک بار پھر روس نواز حکومت کو الزامات کی نوعیت سے آگاہ کیا اور ان سے استدعا کی کہ وہ ان الزامات کا جواب دیں۔ اب کی بار بھی کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ حالانکہ افغانستان انسانی حقوق کے عالمی کمیشن کا باقاعدہ ممبر ہے۔

ڈاکٹر اورما کورا اور دوسرے متعلقہ لوگوں کو اس پر کوئی تعجب نہیں ہوا کیونکہ افغانستان نے اس کمیشن کو کبھی کوئی رپورٹ نہیں بھیجی جو اسے ایک ممبر ملک کی حیثیت سے بھیجی جانی چاہئے تھی۔ افغان انتظامیہ نے انٹرنیشنل کمیٹی آف ریڈ کراس کے ساتھ تعاون کرنے سے بھی انکار کر دیا اور اس کے لوگوں کو ملک میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔ اسی طرح وہ ایمنسٹی انٹرنیشنل کو بھی گوارا کرنے کے لئے تیار نہیں اور اس سے متعلق کوئی شخص بھی افغانستان میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس کا سبب شاید فرانسیسی اخبار نویس جیگو میں ابوبر کی گرفتاری والے واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے جسے معلومات جمع کرنے کے جرم الزام میں سال قید کی سزا سنائی گئی تھی یقیناً افغان انتظامیہ کے پاس چھپانے کے لئے بہت کچھ ہے۔

اقوام متحدہ کی ارما کورا رپورٹ انہی حقائق کا انکشاف کرتی ہے۔ دوسری طرف ایمنسٹی انٹرنیشنل، امریکی تنظیم ہلسنکی واچ، یورپی تنظیم، ہیومن الاقوامی کمیشن برائے انسانی معاملات اور فرانسیسی تنظیم افرین نے بھی افغانستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر رپورٹیں مرتب کی ہیں یہ رپورٹیں پاکستان میں موجود افغان مہاجرین، افغانستان سے فرار ہو کر مغربی ممالک میں پہنچنے والے لوگوں کی مدد سے مرتب کی گئی ہیں ان اطلاعات کی آزاد ذرائع اور ایسے عام شہریوں سے تصدیق کی گئی۔ جن کا سیاست سے کوئی واسطہ نہ ہو۔ یوں مربوط شہادتوں کے ساتھ ایک ایسی تصویر سامنے آتی ہے۔ جو ڈاکٹر ارما کورا کے الفاظ میں انسانی حقوق کی بدترین خلاف ورزیوں کی شہادت پیش کرتی ہے۔

افغانستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا منظر مختلف پہلو رکھتا ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ملک میں سیاسی اور شہری حقوق سے بنیادی طور پر انکار کر دیا گیا ہے موجودہ انتظامیہ کے بارے میں ڈاکٹر ارما کورا کہتے ہیں۔ انہیں افغان عوام نے منتخب نہیں کیا۔ اسے (حکومت کو) کبھی لوگوں کی آزادانہ رائے کے سامنے پیش نہیں کیا گیا لہٰذا وہ غیر قانونی ہے" اس حکومت نے ایسی "اصلاحات" نافذ کرنے کی کوشش کی جو رواج۔ روایات اور مذہبی عقائد سے متصادم تھیں بہت سے شہریوں نے اقوام متحدہ کی اس کمیٹی کے سامنے گواہی دی کہ "اصلاحات" کو طاقت سے نافذ کرنے کی کوششوں کے نتیجے میں جگہ جگہ سرکاری کارندوں

اور عوام میں تصادم کے واقعات ہوئے۔ ڈاکٹر ارما کورا کے مطابق اصلاحات کے مخالفین کو کچلنے کے نتیجے میں تشدد کے واقعات میں اضافہ ہوا۔ مخالفین کے ساتھ حکومت کا سلوک اتنا ہی ظالمانہ ہے جتنا کسی جابر حکومت کا ہو سکتا ہے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اپنی رپورٹ میں متعدد ایسے واقعات کا حوالہ دیا ہے جن میں محض پُرامن اختلافات پر لوگوں کو مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ ۱۹۸۴ء میں ایسے ۱۰۰ افراد کو سزائے موت دی گئی۔

ہلسنکی واچ تنظیم نے بھی کئی ایسے واقعات مرتب کئے ہیں۔ جن میں لوگوں کو عبادت کرنے پر پکڑ لیا گیا۔ ایسے درجنوں افراد کو پل چرخی جیل لے جایا گیا۔ بین الاقوامی کمیشن برائے انسانی حقوق کے مطابق ۱۹۷۸ء اور ۱۹۸۰ء کے درمیان اٹھارہ ماہ کی مدت میں اس جیل میں ۲۷۰۰ افراد کو مختلف نوعیت کی سزائیں سنائی گئیں۔ ان میں زیادہ تر تعداد پڑھے لکھے لوگوں اور مذہبی افراد کی تھی۔ افغانستان کی سپریم کورٹ کے ایک سابق جج نے جو فرار ہو کر بھارت چلے گئے تھے اقوام متحدہ کے نمائندوں کو بتایا کہ انقلابی عدالتیں جو عام طور پر خفیہ پولیس "خاد" کے ارکان پر مشتمل ہوتی ہیں اور جن کی کوئی قانونی اور علمی تربیت نہ تھی۔ حکومت کے مخالفوں اور دوسرے عام شہریوں کو جن پر مخالفت کا شبہ ہوتا ان کا موقف سنے بغیر موت کی سزائیں سنا دیتیں۔ انتہا یہ ہے کہ ملزموں کو عدالت میں پیش کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہ کی جاتی۔ بعض اوقات سزا کا اعلان کرنے کے بعد اس میں تخفیف کر دی جاتی۔ اسی سابق جج نے کہا: یہ کبھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ اس حکومت نے کتنے معصوم شہریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

افغان جیلوں میں قیدیوں پر تشدد کے بارے میں ڈاکٹر ارما کورا کا کہنا ہے کہ یہ حکومت کا عام مزاج اور کردار بن کر رہ گیا ہے ایمنسٹی انٹرنیشنل کے مطابق یہ تشدد صرف حکومت کے مسلح مخالفین کے خلاف نہیں ہوتا بلکہ ان سیاسی مخالفین کو بھی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ جو پُرامن سرگرمیوں مثلاً پمفلٹ وغیرہ شائع کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں" ہلسنکی واچ "نے ایسے کئی افراد کی شہادتیں پیش کی ہیں، جو جیلوں سے رہا یا فرار ہوئے) جن سے روسیوں نے پوچھ گچھ کی ان پر تشدد کیا یا ان کے حکم پر افغان ان لوگوں پر تشدد کرتے رہے۔

فرانسیسی اخبار لوئیس جیکوبئیس ابوچرا نے جیل کی کوٹھڑی کے ساتھیوں کے رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات سُناتا ہے ان میں سے

> **یہ کبھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ اس حکومت نے کتنے معصوم شہریوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا**

ایک کی عمر صرف پندرہ سال تھی۔ جب یہ لوگ پوچھ گچھ کے بعد واپس آتے تو ان کی حالت حد درجہ خراب ہوتی۔

یہ صرف جیلیں نہیں، جہاں لوگ تشدد کا شکار ہیں۔ افغان فوج سے فرار کی شدت کے بعد جبری بھرتی کے قوانین سخت تر کر دیئے گئے ہیں۔ ۱۹۸۲ء میں بھرتی کی عمر ۱۵ سال کر دی گئی۔ ۱۹۸۴ء میں فوجی خدمت کا عرصہ دو سال سے بڑھا کر چار سال کر دیا گیا۔ اس کے نتیجے میں بہت سے نوجوان لوگ مجاہدین سے جا ملے یا پاکستان فرار ہو گئے ایسی بے شمار شہادتیں موجود ہیں کہ فوج میں بھرتی کے لئے لوگوں کو سڑکوں پر سے اغوا کر لیا گیا دیہات اور شہروں میں، گھروں پر چھاپے مارے گئے۔

انسانی حقوق کی ایک سنگین خلاف ورزی ان بچوں کے حوالے سے سامنے آئی ہے جنہیں والدین کی اجازت کے بغیر تعلیم حاصل کرنے کے لئے روس بھیج دیا گیا۔ ہلسنکی واچ نے ایسے کئی واقعات کا حوالہ دیا ہے۔ بعض خاندانوں کو سرکاری طور پر لالچ دیا گیا کہ مالی مدد قبول کر کے اپنے بچوں کو سوویت یونین جانے دیں۔ بعض کو دھمکیاں دی گئیں۔ اور بعض واقعات میں صاف طور پر بچوں کو سرکاری کارندے زبردستی ساتھ لے گئے ایک گواہ نے بتایا کہ ۱۹۸۲ء میں ۳۰۰ بچوں کو سوویت یونین بھیجا گیا۔ ان کی عمریں ۷ اور ۹ سال کے درمیان تھیں۔ بعض شہادتوں کے مطابق تین سال تک کی عمر کے بچے روس لے جائے گئے۔ والدین سے کہا جاتا ہے کہ ان کے بچے ۶ ماہ سے ایک سال کے عرصے میں واپس آ جائیں گے۔ بعد میں کسی بچے کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے تو دس سال تک وہیں ٹھہرنا ہوگا۔ دیہی علاقوں سے ایسی کئی شہادتیں ملی ہیں کہ سوویت فوجی کارروائیوں کے نتیجے میں ہلاک ہونے والے والدین کے یتیم بچوں کو افغان اور سوویت کارندے زبردستی اُٹھا لے جاتے ہیں اور بعد ازاں انہیں حصول تعلیم کے لئے روس بھیج دیا جاتا ہے۔

انسانی حقوق کی شدید ترین خلاف ورزیاں وہی علاقوں ہی میں ہو رہی ہیں یہاں صرف وہ لوگ حکومت کے ظلم کا نشانہ نہیں بنتے جو اس کے مخالف ہوتے ہیں یا جن پر مخالفت کا شبہ کیا جاتا ہے بلکہ یہ تو عام شہری ہیں جو جنگ کا ایندھن بن جاتے ہیں۔ مجاہدین اور سوویت دستوں کی لڑائی میں بہت سے عام شہری قتل ہو جاتے ہیں۔ ان کے گھر تباہ ہو جاتے ہیں یا ان کے مویشی ہلاک کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ اس وقت بڑے پیمانے پر ہوتا

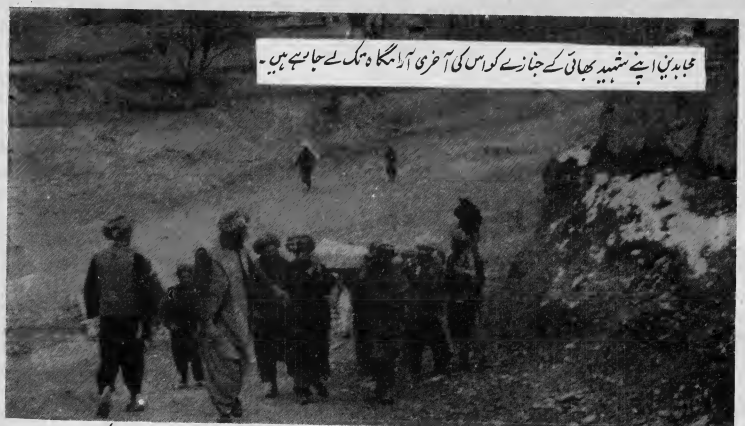

مجاہدین اپنے شہید بھائی کے جنازے کو اس کی آخری آرامگاہ تک لے جا رہے ہیں۔

ہے جب روسی طیارے دیہی آبادی پر بمباری کرتے ہیں۔ ایسی ہی کارروائیوں کے نتیجے میں ملک کی آبادی کا ایک بہائی حصّہ اپنے گھر بار، زمین، ساز و سامان اور بعض صورتوں میں خاندانوں کے بعض افراد کو چھوڑ کر ملک سے ہجرت کر گیا ہے۔ ڈاکٹر ارما کورا کے مطابق ۱۵ لاکھ افراد ایسے ہیں جو اپنے گھر بار اور کھیت مویشی چھوڑ کر بیماری کے خوف سے بڑے شہروں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے ہیں تقریباً اتنے ہی لوگ محفوظ علاقوں میں پناہ گزین ہیں یا پہاڑوں میں چلے گئے ہیں۔ صرف پنج شیر کی وادی میں ایسے افراد کی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار ہے۔ ڈاکٹر ارما کورا کی رپورٹ کا بڑا حصہ عام شہری آبادی کے بارے میں ہے وہ جنگ کی تباہ کاریوں کا شکار ہوگی۔ انہوں نے پاکستان میں موجود افغان مہاجرین سے ملاقات حاصل کر کے دوسرے ذرائع سے ان واقعات کی تصدیق کی۔ بہت سے واقعات سے وہ منظر اُبھرتا ہے وہ اس طرح کا ہے مرشام گاؤں کے گرد و نواح کا گھیراؤ رات گزرنے کے بعد صبح سویرے گھروں کی تلاشی، پوچھ گچھ، لوٹ مار، بوڑھوں اور عورتوں کا قتل، گھروں، فصلوں، مویشیوں اور غلے کی تباہی، دوسری عالمی تنظیموں کی رپورٹیں بھی ایسی ہی کہانیاں سناتی ہیں۔

بعض کہانیاں بہت اندوہناک ہیں مثلاً فروری ۱۹۸۵ء میں ایک گاؤں کے چوکہ میں ۲۰ افراد کو جن میں آٹھ عورتیں بھی تھیں بغیر کسی سبب کے گولی مار دی گئی۔

ہنسکی واچ نے ۱۹۸۴ء میں کندز کے ایک گاؤں میں قتل عام کی کہانی بیان کی گئی ہے اس گاؤں کے ایک ایک گھر کی تلاشی لی گئی اور ۲۵۰ مردوں، عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیا گیا۔ جو لوگ زندہ بچے وہ ڈھائی سو لاشیں ۵ چھکڑوں پر لاد کر گورنر کے دفتر لے گئے۔ جس نے یہ کہنے پر اکتفا کیا کہ یہ عمل اس کی مرضی اور علم کے بغیر کیا گیا ہے۔ صوبہ لغمان کے دو دیہات میں دو الگ الگ واقعات میں ۵۰ اور ۷۵ افراد قتل کر دیئے گئے۔ بین الاقوامی کمیشن برائے انسانی حقوق نے لوگر اور غزنی کے صوبوں میں ستمبر اور اکتوبر ۱۹۸۵ء پیش آنے والے ایسے واقعات کا حوالہ دیا ہے ایسے آٹھ واقعات ہوئے ان میں سے صرف تین میں ۱۷۳ افراد ہلاک کر دیئے گئے۔ سوویت جنرل اوسانا کی قیادت میں ہونے والی اس مہم میں ہتھ کے ساتھ ساتھ تمام فصلیں تباہ کر دی گئیں۔

ڈاکٹر ارما کورا نے بعض اور سنگین پہلوؤں کی طرف بھی توجہ مبذول کرائی ہے۔ مثلاً جس راہ پر ہجرت کرنے والے قافلے سفر کرتے ہیں ان پر بارودی سرنگیں بچھا دی جاتی ہیں افغان مہاجرین کے کیمپوں میں ایسے بچے موجود ہیں جن کے پاؤں یا ایک پوری ٹانگ ایسے بموں اور بارودی سرنگوں کی نذر ہو گئی۔ ڈاکٹر ارما کورا کا کہنا ہے، کہ سرکاری مخالفین کے خلاف کارروائی تو کسی قدر سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن بے گناہ عورتوں اور بچوں کے قتل کا کیا جواز ہو سکتا ہے۔ جب کہ روس اور افغانستان دونوں نے ۱۹۴۹ء کے جنیوا کنونشن پر دستخط کر رکھے ہیں۔

یہ تمام شہادتیں اب اقوام متحدہ کے سامنے پیش کر دی گئی ہیں۔ جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ افغانستان تقریباً تمام شعبوں میں انسانی حقوق کی بدترین خلاف ورزی کرنے والا ملک بن گیا ہے۔ چالیس لاکھ مہاجر اور ملک کے اندر کی آبادی اس کی تصدیق کرتی ہے خوش قسمتی تو صرف یہ ہے کہ افغان کسی اور مٹی کے بنے ہوئے ہیں اور وہ سارے ظلم و جبر کے باوجود جھکنے پر آمادہ نہیں۔

(از انسٹی افغان فیچر سروس)

دعا

یارب دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنّا دے
جو قلب کو گرما دے، جو رُوح کو تڑپا دے

پھر وادیٔ فاراں کے ہر ذرّے کو چمکا دے
پھر شوق تماشا دے، پھر ذوق تقاضا دے

محرُومِ تماشا کو پھر دیدۂ بینا دے
دیکھا ہے جو کچھ میں نے اوروں کو بھی دکھلا دے

بھٹکے ہُوئے آہو کو پھر سُوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو، پھر وسعتِ صحرا دے

پیدا دلِ ویراں میں، پھر شورشِ محشر کو
اس محمل خالی کو، پھر شاہدِ لیلا دے

اس دور کی ظلمت میں ہر قلب پریشاں کو
وہ داغِ محبّت دے، جو چاند کو شرما دے

رفعت میں مقاصد کو ہمدوش ثریّا کر
خودداریِ ساحل دے، آزادیِ دریا دے

بے لوث محبت ہو، بیباک صداقت ہو
سینوں میں اجالا کر، دل صورتِ مینا دے

احساسِ عنایت کر آثارِ مصیبت کا
امروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے

میں بلبلِ نالاں ہوں اک اُجڑے گلستاں کا
تاثیر کا سائل ہوں، محتاج کو داتا دے

علامہ اقبال رح

سدا

دربارِ محمدؐ سے میں سدا پاؤں گا
زلیستِ تیرہ میں بھی ضیا پاؤں گا

ڈھونڈوں گا ہوا میں میں صورتِ بلالؓ
فضاؤں میں عشاقِ نبیؐ کی ندا پاؤں گا

بچھاؤں گا پلکیں جہاں بیٹھے تھے اصحاب
اُس جگہ کو معطّر اور ہرا پاؤں گا

جو بھی تھے عشقِ نبیؐ میں ہاں سرا پا ڈوبے
اُن کے پاؤں چوموں گا میں اور جزا پاؤں گا

دبدبے نبیؐ کے یاروں کے تصور میں لیے
میں کہیں نہ کہیں قرنی کی ادا پاؤں گا

جو دُعا مانگی تھی صدیقؓ و نبیؐ نے میرے
اُن سے معطّر میں مدینے کی فضا پاؤں گا

جو زمیں مصطفےٰ کے قدموں کو چھو پائی ہے
اس کے صدقے ہی میں اسلم میں مدا پاؤں گا

خواجہ محمد اسلم اسلم

تحریر: سید رحیم صابر

اجتماعی اعمال کی بنیاد

ہمہ گیر مذہب

******

مذہب اگر واقعی مذہب ہے تو ضروری ہے کہ اس میں انسانی زندگی کے ہر رُخ اور ہر پہلو کے لئے ہدایات، ضوابط موجود ہوں، ورنہ حیات انسانی کی آرائش اور رُوح انسانی کی سکینت کا سامان اس سے مفقود ہوگا مذہب کہیں رہنمائی کرے گا۔ اور کہیں پیرکاروں کو بھٹکنے کے لئے چھوڑ دے گا۔

خیال تو فرمایئے وہ بھی کوئی مذہب ہوا جس میں خالق اور مخلوق کے رشتے تو بتا دیئے جائیں۔ مگر یہ نہ بتایا جائے کہ خالق اور مخلوق میں باہمی تعلق کیا ہو۔ ایسا طریقہ اور مسلک حقیقتہً کوئی مذہب نہیں بلکہ مذہب کی نقالی ہے۔ ذرا غور تو فرمایئے، آپ کو کسی وقت ضرورت محسوس ہوتی ہے کسی ضابطہ حیات کی؟ جہاں آپ کو اپنے خالق کی یاد اور اس کی خوشنودی کی تلاش کی ضرورت ہوتی ہے۔

کسی ہادی برحق کی جو آپ کو بتائے کہ پیدا کرنے والے خالق کو خوش کرنے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے اور اپنی آخروی زندگی یا حیات بعد الموت کو خوشگوار بنانے کا یہ طریقہ ہے وہیں آپ اس کی بھی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ آپ کے تعلقات دوسرے انسانوں سے کیا ہوں اور کس طرح ان تعلقات کو بہتر رکھ کر آپ اپنی آخروی زندگی کے لئے اس سے سرمایہ سکون و اطمینان حاصل کریں۔ اگر کوئی مذہب یہ نہ بتائے کہ آپ کے تعلقات پڑوسی سے کیا ہونے چاہئیے۔ محلہ والوں، شہر والوں اور خود اپنے خاندان والوں سے کیا ہونے چاہئیے تو یہ مذہب بے عمل صوفیانہ منش سادھو کے کام کا تو ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک عملی انسان کو اس سے کیا ملے گا اور وہ کون سا انسان ہوگا۔ جس کے قلب کو ایسے مذہب سے اطمینان و سکون حاصل ہو سکے گا۔

دنیا میں ہمیں یہ صاف نظر آتا ہے کہ انسان اپنے بچپن کے آغاز ہی سے اپنی ماں سے مانوس ہوتا ہے۔ اس کے بعد اپنے بھائی بہنوں سے اور پھر ہم عمر اور ہمجنسوں سے مانوس ہوتا ہے۔

غرض یہ کہ آدمی جہد سے لحد تک اجتماعی زندگی بسر کرتا ہے۔ اب اگر مذہب ان مراحل پر اس کی راہنمائی نہ کرے تو کون ہے جو ان اجتماعی تعلقات کی ضابطہ بندی کرے گا۔ اور اگر بفرضِ محال کوئی دانشمند ضابطہ بندی کر بھی دے تو پھر کون ذمہ دار ہے ان ضابطوں کی صحت اور ان کے مفید ہونے کا تجربہ اگر چہ بہت کچھ سمجھا دیتا ہے پھر بھی حیات بعد الموت پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے اس کو تجربہ سے نکال کر کون تجربہ کار بتائے گا۔

انسان مدنی بالطبع ہے وہ باہمدیگر مل جل کر ہی زندگی بسر کرنے میں لطف اور اطمینان محسوس کرتا ہے۔ اکیلا انسان نہ ہنستا بھلا، نہ روتا بھلا۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ افراد کی کثرت ایک وحدت مشترک میں گم ہو کر معاشرہ بناتی ہے اور معاشرے اپنی وسعت و ترقی میں ملت و قوم بن جاتے ہیں۔ افراد کی انفرادی زندگی میں جہاں ایک نظم و ضبط ضروری ہے۔ وہاں اس کی معاشرتی و ملی زندگی میں بھی ایک ضابط اور بنیاد کی ضرورت ہوتی ہے اسی لئے اللہ کے مذہب میں جو حقیقتہً ایک ہی مذہب ہے اور جس کے علاوہ سارے مذاہب کہلانے والے طریقے حقیقتہً نامکمل ڈھانچے یا مذہب کی نامکمل نقالی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ جہاں انسان کی انفرادی و عائلی زندگی کے لئے بھی بنیادیں بتائی گئی ہیں۔ وہاں اس کی ملی و اجتماعی زندگی کے لئے بھی بنیاد اور اس میں نظم و ضبط

قائم رکھنے کے لئے قواعد اور ضوابط بنا دیئے گئے ہیں۔ یہ مذہب اسلام ہے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام

اور دین و مذہب تو صرف یہی ہے اس سے پہلے کے تمام مذاہب اس کی تمہیدیں تھیں اور بعد کے مذاہب اس کی دھندلی دھندلی سی پرچھائیاں ہیں جو ناقص بھی ہیں اور مشتبہ بھی۔

یقین و عمل

اسلام نے انسان کے یقین اور اس کے اعمال کی بنیاد رکھی ہے۔ اس ناقابل انکار حقیقت پر کہ انسان خود بخود پیدا نہیں ہو گیا ہے بلکہ کسی ذی شعور صاحب ادراک ہستی برتر نے اسے پیدا کیا ہے۔ اور اسی لئے انسانی اعمال و افکار محض اس کی رضا و اطاعت کے لئے ہونا ضروری ہے۔ انسان کی زندگی، انفرادی، عائلی اور اجتماعی تمام تر اسی مقصد و اصول کے ماتحت ہو تو صحیح ہے ورنہ غلط اور تمام تر غلط۔

اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط

انسان بولے تو اس کے لئے اور چپ رہے تو اس کے لئے شادی کرے، بچوں سے محبت کرے، پڑوسیوں کی امداد کرے یا ملی و قومی ذمہ داریوں کو ادا کرے تمام تر اسی مقصد اور اسی منشا کے لئے۔ انسان اپنے اس ابتدائی دور سے جب کہ پہاڑوں کے غار اس کی آرام گاہیں تھیں۔ اور جنگلی کے پھل اور شکار اس کی غذائیں۔ اس دور تک جب کہ تہذیب و تمدن کی فراوانی یتطاولون فی البنیان کا منظر پیش کر رہی ہے۔ اور تکلفات اور تصنعات کی بہتات نے اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُر میں اُسے مبتلا کر دیا ہے۔

انسان انفرادیت سے اجتماعیت کی طرف کیوں راغب ہے۔ کیا صرف اس لئے کہ کچھ ایسے اہم امور کی تکمیل کے لئے جسے کوئی انسان اکیلا انجام نہیں دے سکتا وہ چند یا بہت سے لوگوں کی مشترک قوتیں ایک جگہ لگا دینا چاہتا ہے، مثلاً کوئی شخص اکیلا ہی معمار، کسان، موچی وغیرہ سب کچھ نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی شخص انفرادی قوت سے سڑک ہسپتال دواخانے، تعلیم گاہیں سب کچھ بنا کر تیار کر سکتا ہے۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ باہمی تعاون سے اجتماعی قوت پیدا کی جائے۔ اور انسان یہ سب کچھ اپنی ذات کے لئے نہیں کرے یا اس میں بے غرضی بھی موجود ہے۔ ماں کی مامتا باپ کی محبت اور خدا کی رضا کا تصور بھی کہیں کام کرتا ہے؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس اجتماع کی بنیاد کیا ہو۔ صرف منافع و مفادات کا اتحاد اور کیا اس تصور میں اتنی قوت پیدا ہو جائے گی کہ انفرادی جذبات کو ایک واحد کل میں منظم کر دے۔ کیا یہی منافع کا تصور وقتی اور بالآخر ظلم اور تعدی نہیں پیدا کر دے گا۔ ایک سپاہی کیوں نہ اپنی قوت سے باقی سارے اہل حرفہ کو اپنا غلام بنا ڈالے۔ اور کیوں نہ کسان لوگوں کو غذا کے لئے تڑپا تڑپا کر اپنی حکومت اور آقائی منوالے۔ اور اس کے بعد دوسروں کی توانائی سے فائدہ اٹھائے۔ کیا ہم یہ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ یہی منافع و مفادات کا خیال افراد تو افراد جماعتوں اور اقوام کو خود غرض بنائے ہوئے ہیں۔ اور پوری انسانی آبادی انفرادی اور جماعتی خود غرضی میں مبتلا ہو کر کراہ رہی ہے۔

متضاد عناصر کا اجتماع

اس طرح یہ سوچنا چاہئے کہ وہ آدمی جب تک مقصد زندگی میں متفق نہ ہوں صالح اجتماع کس طرح پیدا ہو سکے گا۔ مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ ایک ملک میں کچھ لوگ تو رضائے خداوندی کے لئے عمل کرتے ہیں۔ اور کچھ محض نفسی پرستی اور ذاتی مسرت کے لئے کچھ خدائی قواعد کے پابند ہیں اور کچھ نفسانی خواہشات کے، بہت سے ایسے ہیں جن کے نزدیک انسان ساری مخلوقات سے زیادہ قابل احترام ہے۔ اور بہت سے ایسے ہیں جن کے نزدیک گائے ساری مخلوقات سے زیادہ محترم ہے۔ بلکہ مخلوقات سے بڑھ کر اسے پرودگار کا مقام حاصل ہے۔ اور بعض وہ ہیں جن کے نزدیک ساری کائنات انسان کے لئے ہے۔ اور خود انسان حصول رضائے خداوندی کے لئے ہے۔ اور بعض وہ ہیں جن کے نزدیک انسان درختوں کی حفاظت کے لئے وجود میں آیا ہے۔ ایسے متضاد عناصر سے جو اجتماع بنایا جائے گا فی الحقیقت وہ کوئی پائیدار اجتماع نہیں ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ دو ایسے متضاد عقائد رکھنے والے اشخاص ایک ہی نسل کے ہوں۔ ایک ہی وطن میں زندگی بسر کرتے ہوں ایک زبان بولتے ہوں یہ بھی ممکن ہے کہ بعض دنیاوی استفادہ میں یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون بھی کریں۔ لیکن مقصد زندگی کے مختلف ہونے کی وجہ سے یہ تعاون نہ تو پائیدار ثابت ہوگا اور نہ اس سے وہ عظیم الشان نتائج مرتب ہو سکیں گے جو اجتماع افراد انسانی سے مقصود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے انسانی آبادی کے لئے بنیاد اجتماع افکار و عقائد کے اتحاد کو قرار دیا۔ تاکہ وہ اعمال جو کوئی فرد انفرادی طور پر انجام نہیں دے سکتا اجتماعی طور پر انجام دیئے جائیں ان کے انجام دینے میں ہر فرد کا مقصد انفرادی ایک دوسرے سے مختلف نہ ہو۔ مثال کے طور پر جنگ کو لیجئے۔ جنگ زمین گیری کے لئے بھی ہوتی ہے۔ معاشی دسترد کے لئے بھی۔ امن یعنی خدا کی برتری قائم کرنے کے لئے بھی ہوتی ہے۔ اور اپنی بڑائی و برتری کا سکہ

حضور نبی اکرمؐ نے انصار و مہاجرین میں جو بھائی چارہ کیا اس کی مثال نہیں ملتی

آ۔ غور ہوا۔ خل مچا، ایک زلزلہ آیا جس نے دنیا کے تبکدوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ "نور ایزدی" اپنی پوری درخشانیوں کے ساتھ چمکا۔ ماں نے چوما۔ دادا نے پیار کیا۔ ایسا کیوں نہ ہوتا۔ آپ نورٌ علیٰ نور نہایت پاک وصاف تشریف فرما ہوئے کہ آپ کے جسم اطہر کے ساتھ کسی قسم آلائش نہ تھی۔

مگر نبوت کی پہلی جھلک حلیمہ سعدیہ نے دیکھی۔ نور خدا کی گود میں کیا لیا۔ اس کی قوتِ باہی پلٹ گئی۔ وہ سعدیہ جو اپنی کمزوری اور لاغری کے باعث اپنے بیٹے عبداللہ کو دودھ نہیں پلا سکتی تھی۔ مدینے کے چاند کو گود میں لیتے ہی چھاتیاں دودھ سے بھر گئیں۔ آپؐ اور آپ کے رضائی بھائی دونوں سعدیہ کے دودھ سے سیر ہو جاتے تھے۔

سعدیہ کی اونٹنی جو قحط کی وجہ سے لاغری میں یکتا تھی، مگر اب تو یک بیک اس کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ سعدیہ کے خاوند کی حالت عجیب تھی۔ اونٹنی کا دودھ دوہا یا۔ وہ اتنا زیادہ تھا کہ میاں بیوی نے پیٹ بھر کر پیا۔ وہ اونٹنی جو آتے وقت اپنے قافلے میں سب سے پیچھے تھی اب برق رفتار بن چکی تھی۔ وہ اپنے قافلے میں سب سے آگے تھی۔ سعدیہ کے گھر میں نہ صرف بکریوں کے ریوڑ رہنے لگے۔ بلکہ ہر طرف خوشحالی کا سماں پیدا ہو گیا۔

جب "مدینہ کا چاند" پھر پور عالم شباب، کے دور سے گزر رہا تھا تو اس وقت عرب میں بادہ نوشی، فحش کاری، قمار بازی، جنگ جوئی سرشاری و سرمستی عروج پر تھی۔ ہر گھر کی فراوانی تھی۔ جس کی وجہ سے اہل عرب کی جوانیاں تباہ و برباد ہو رہی تھیں لیکن اس تلمد نے فضا

آشوب زمانے کا آپؐ پر کوئی اثر نہ ہوا۔ آپؐ نے اپنے شباب و جوانی کا دور تجرد میں گزار دیا۔

آپ کی جوانی کیا تھی۔ شرافت و پاکبازی کا ایک پیکر، بلکہ دل سوزی و ہمدردی عفو و درگزر، شرم و حیا۔ مروت و سیر چشمی فیاضی و دریا دلی آپؐ کی زندگی کا بنیادی مقصد بن چکے تھے۔ جس کسی سے بھی ملتے نہایت خوشی اسلوبی سے ملتے۔ جس سے بات کرتے وہ مسرور ہو جاتا۔

شوہر بنے تو خوش مزاج۔ باپ بنے تو شفیق۔ آقا بنے تو مہربان۔ جب ہجرت کا حکم ملا تین دن میں روانگی کی تیاریاں مکمل ہوئیں۔ آپؐ گھر سے نکل کر بیت اللہ شریف کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور پُرنم آنکھوں سے فرمانے لگے۔ اے مکہ تو مجھے دنیا بھر سے زیادہ عزیز ہے مگر میں مجبور ہوں کہ تیرے عزیز مجھے یہاں نہیں رہنے دیتے۔

مدینہ کا چاند طلوع ہوا۔ قلعہ کی بلندیوں سے ایک یہودی نے با آواز بلند صدا دی۔

"اے اسلام کے شیدائیو! وہ آگیا جس کا تمہیں انتظار تھا"

اس صدا نے روح پرور کا کانوں تک پہنچنا تھا کہ تمام شہر نعرہ تکبیر کی صداؤں سے گونجنے لگا۔ جو جہاں تھا وہیں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مسلمان اپنے مکانوں سے بے تابانہ نکلے اور دوڑ اٹھے۔ آپ جب مدینہ تشریف لے گئے تو مہاجرین و انصار کے مابین رشتہ مواخاۃ قائم کر کے دنیا کو ہمیشہ کے لیے عزت حیرت کر دیا۔ آج بھی فضلائے مغرب اس معاملہ نہی پر غور کرتے ہیں تو دانتوں میں انگلیاں دبا لیتے ہیں۔

حضور پُر نور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین دونوں کو جمع کر کے بالمقابل بٹھا لیا اور انصار سے فرمایا کہ یہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں۔ پھر دونوں میں سے ایک ایک کو بلاتے اور ملاتے ہوئے بھائی بناتے گئے ساتھ ہی یہ فرماتے جاتے:

"آج سے تم دونوں بھائی بھائی ہو گئے ایسے کہ جنہیں دنیا کی کوئی طاقت کبھی جدا نہ کر سکے گی، یہ کارروائی نہایت محبت میں ہوئی اس انتخاب اخوت میں ایک دوسرے کی ذہنیت مزاج اور معاشرت کے جملہ رجحانات کا پورا پورا لحاظ نظر آیا۔ گویا انصار کا ایثار زوروں پر تھا۔ اس طرح تھوڑی ہی مدت میں مہاجرین اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے مدینہ ہی میں اپنے لیے وسیع اور عظیم الشان مکانات بھی تعمیر کر لیے۔

یہ تھی مسلمانوں کی باہمی ہمدردی، اخوت پاسداری اور اتفاق جس کی بدولت انہوں نے پہلے عرب کی تمام مخالف قوتوں کی جڑوں کو زمین کی تہ سے نکال کر پھینک دیا۔ اس کے بعد اٹھے تو قیصر و کسریٰ کا تخت الٹ کر رکھ دیا۔

بٹانے کے لئے بھی۔ اسلام نے بھی جنگ کی اجازت دی ہے۔ اجازت کیا دی ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کو تو فرض قرار دیا ہے۔ صرف اعلائے کلمۃ اللہ اور رضائے خداوندی کے لئے جہاد فرض قرار دیا ہے۔ لیکن مقاصد کے اختلاف سے اعمال اور نتائج کس قدر مختلف ہو جاتے ہیں اس کا اندازہ اس طرح لگائیے۔

پہلی صورت

ایک ملک کی فوج دوسرے ملک پر چڑھائی کے لئے روانہ ہوتی ہے۔ دشمن کے ملک کا تو ذکر ہی کیا، خود اپنے ملک کے جن علاقوں سے یہ فوج گذرتی ہے۔ وہاں کی کھیتیاں ویران باغ تاراج، لوگ دہشت زدہ اور فوج کے گذر جانے کے بعد اس حصہ زمین پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک قیامت گذر گئی ہے، انسانی حقوق کا مطلق خیال نہیں کرتے، باغوں کی ویرانی کا انہیں ذرا بھی صدمہ نہیں ہوتا۔ ایسا کیوں ہوتا ہے اس لئے کہ انہیں معلوم ہے کہ ان کے مقصد جنگ کو ان تباہ کاریوں سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور نہ ان کی تنخواہوں میں اس سے کوئی کمی پڑتی ہے۔ ان کی بہادری اور شجاعت کے تمغے اس سے کم نہیں ہو جاتے۔ اس لئے انہیں اس قسم کے اعمال سے کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔

دوسری صورت:

مجاہدین کا ایک لشکر، جہاد فی سبیل اللہ کے لئے روانہ ہوتا ہے، دشمن کے ملک میں داخل ہوتا ہے، ہری بھری کھیتوں سے بچ کر نکلتا ہے کہ مبادا پیروں سے کچل کر خراب نہ ہو جائیں۔ پھلدار درختوں کے باغات سامنے ہوتے ہیں۔ لیکن کسی مجاہد کا ہاتھ ان کی طرف نہیں اٹھتا۔ مدمقابل سے جنگ ہوتی ہے اور پوری شدت کے ساتھ ہوتی ہے۔ لیکن غیر متحارب آبادی اطمینان سے اپنے کام میں مشغول ہوتی ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ مجاہد گھر بار چھوڑ کر اپنی بیوی، بچوں اور اپنی کھیتی باڑی کو چھوڑ کر اس لئے جہاد میں شامل ہو جاتا ہے کہ اس عمل سے خداوند تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرے اور حیات بعد الموت کے لئے سرمایہ جمع کرے۔ وہ جانتا ہے کہ اگر اس نے کھیتیاں ویران کیں اور باغات تاراج کئے اور اگر اس نے بے گناہوں پر ہاتھ اٹھایا تو خداوند تعالےٰ کی ناراضگی اور عتاب کا مستحق بن جائے گا۔ اور ایسے ان اعمال کی سزا بعد الموت زندگی میں بھگتنی پڑے گی۔ وہ دیکھتا ہے کہ جس مقصد کے لئے اس نے جہاد کی صعوبتیں برداشت کی ہیں۔ ان اعمال سے وہ مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے نہ صرف فوت ہو جاتا ہے بلکہ الٹی وہ ابدی مصیبتوں میں گرفتار ہو جاتا ہے اس لئے لازماً وہ ایسے اعمال سے احتراز کریگا

بالکل اسی طرح دوسرے تمام اجتماعی اعمال ہوتے ہیں۔ چاہے وہ رفاہی ہو یا غیر رفاہی مسلمان چندہ کر کے شفاخانے بنواتے ہیں اور کافر بھی۔ لیکن دونوں کے مقاصد میں بڑا اختلاف ہوتا ہے اور اس کے نتائج ان شفاخانوں میں قدم قدم پر دکھائی دیتے ہیں۔ کافروں کے اجتماعی کام بہت شاندار باضابطہ ہوتے ہیں۔ لیکن ہر جگہ دکھاوا اور ہر جگہ ستائش کی تمنا اور اہلیت کا تصور مفقود، کسی برتر ہستی کی رضا کا خیال معدوم اس کے برخلاف مسلمانوں کے اجتماعی کاموں میں بدنظمی اور بے قاعدگی سہی مگر اللہ کی رضا کا خیال نمایاں ہوتا ہے۔ اور صاف نظر آتا ہے کہ اس کام سے نہ قومی برتری ثابت کرنا مقصود ہے۔ اور نہ لوگوں کو فریب نظر میں مبتلا کر کے خاص قسم کے عقائد پھیلانا مدنظر ہے۔

کافر کا نظریہ اجتماع

****

غرض یہ کہ انسان فطرتاً اجتماع پسند ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس کی فطری خواہش کو ایسے انداز میں پورا ہونے کا موقع دیا جائے۔ جو اس کی دنیاوی اور اُخروی زندگی کے لئے مفید ثابت ہو سکے تلاش کریں تو اجتماع بنیادی دو قسم کی ملتی ہے صرف دنیاوی منافع مشترک کا تصور۔ اور خداوند تعالیٰ کی رضا جو حق جس میں منافع دنیاوی کو ایک ضمنی حیثیت حاصل ہو۔ کافر انہ تصور اجتماع میں صرف دنیاوی منافع مقصود ہوتے ہیں اس لئے انہوں نے وطن، نسل، زبان رنگ اور مشترک قومی روایات کو بنیادی اجتماع قرار دے رکھا ہے۔ اس طرح افراد انسانی ایک دوسرے سے مربوط ہو کر مختلف گروہوں میں تقسیم ہوئے اور الگ الگ جتھہ بندیاں وجود میں آئیں اور پھر ان جتھوں میں اسی نفع کے تصور سے ٹکراؤ ہوتا ہے اسی طرح کے کشمکش شروع ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ جرمنی پولینڈ کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہے برطانیہ جرمنی کے خلاف اور دنیا آگ کے شعلوں میں جلنے لگتی ہے۔ اور دنیا جو ہری توانائی کی تباہ کاریوں کا شکار ہو جاتی ہے۔ امریکہ اور روس میں رسہ کشی شروع ہو جاتی ہے ایک اپنی معاشی دستبرد اور تجارتی گہرائی میں ساری دنیا کو پکڑ کر زیادہ سے زیادہ منافع اپنی قوم اور جتھے کے لئے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور دوسرا اپنا نظریہ لوگوں سے منوا کر اپنی سرداری کا سکہ بٹھانا چاہتا ہے اور دنیاوی منافع حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کافرانہ تصور اجتماع جو ہے خالصتاً خود غرضی ہے اور خود غرضی سے فساد فی الارض کے سوا اور کیا امید ہو سکتی ہے۔

اسلام کا نظریہ اجتماع

اسی لئے اسلام نے اجتماع نوع انسانی کی بنیاد صرف دنیاوی منافع مشترک تصور پر

(باقی صفحہ ۵ پر)

سید عبد اللہ

مادی طاقت پر ایمانی طاقت کا غلبہ

یہ مادی دنیا فانی ہے۔ اسے ضرور ایک دن زوال پذیر ہونا ہے۔ زمین آسمان، پہاڑ، درخت، دریا غرض ساری کائنات نابود ہونے والا ہے اور ایک نہ ایک دن ضرور صفحۂ ہستی سے مٹ جانے والا ہے، جو باقی رہے گا وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہوگی۔

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ کل من علیھا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔

ترجمہ: "ہر چیز جو اس زمین پر ہے فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل وکریم ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔"

جو چیزیں اس کرۂ خاکی اور آسمانوں میں ہیں وہ ساری کے ساری فانی ہیں اور ان کا زوال و نابودی ایک فطرتی امر ہے۔ بغیر اللہ کی ذات اقدس کے، یہ دنیا مادی ہے اور اس کی بناوٹ بھی مادی ہے اور ظاہر ہے کہ مادہ زوال پذیر ہے۔ اور اس کا ہمیشہ باقی رہنا محال ہے۔

جس طرح اصل مادہ بقاء نہیں رکھتی اسی طرح مادے کی قوت اور زور بھی ہمیشہ باقی نہیں رہ سکتی اسے بھی آخر الامر زوال اور شکست و ریخت سے دوچار ہو کر صفحۂ ہستی سے مٹ جانا ہے۔ لیکن اس کے مقابلے میں ایمان کی قوت ایک ایسی قوت ہے جو کبھی زائل نہیں ہوتی اور ہمیشہ غالب رہتی ہے

ایمانی قوت کی خصوصیات میں یہ شامل ہوتا ہے کہ مغلوبیت قبول نہیں کرتا بلکہ ہمیشہ یہ قوت دوسری قوتوں پر غلبہ حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق حق سے ہے اور حق ہمیشہ غالب ہوتا ہے

افغان مسلمان اور مومن قوم نے حق کا راستہ اختیار کیا ہے اور ان کا ہتھیار اسلحہ ایمانی قوت ہے اس لئے ہم یقین سے کہتے ہیں کہ افغان مجاہدین اب بھی غالب ہیں اور آئندہ بھی غالب ہوں گے اور وحشی خارج روسی سامراجی طاقت جو باطل اور مادی قوت پر یقین رکھتی ہے۔ ذلیل و رسوا اور شرمندگی کے ساتھ بالآخر شکست سے دوچار ہوگا۔

ہم کامیابی اور غلبے کی جو بات کرتے ہیں یہ محض اپنا دل خوش کرنے کے لئے خیالی باتیں نہیں۔ بلکہ ہمارے پاس ایسے ٹھوس دلائل موجود ہیں جو ہمیں ہماری کامیابی اور روسی کمیونسٹ سامراج پر غالب ہونے کی نوید دیتے ہیں۔

ہمارے مجاہد اور مومن قوم نے جس وقت خارج اور روسی سرخ سامراج کے خلاف جہاد کا آغاز کیا۔ اس وقت ہمارے پاس نہ تو اسلحہ تھا اور نہ ہی معاشی قوت۔

ہمارے نڈر، جیالے، غیور اور سرفروش مومن مجاہدین جتنے ہاتھوں دنیا کی ایک بڑی مکار، طاغوتی، شیطانی اور سپر طاقت سے نبرد آزما ہوئے۔ ہمارے پاس صرف اور صرف قوتِ ایمانی کا اسلحہ تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد اور نصرت ہمارے شامل حال رہا اور انشاء اللہ آئندہ بھی رہے گا۔ اس وقت تو ہمیں کسی بھی قسم کی مادی وسائل میسر نہ تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد اور ایمانی قوت کے بل پر ہم نے ہر محاذ پر روسی فوج کو منہ توڑ جواب دیا اور اس کی شیطانی پیکر پر کاری ضربیں لگائیں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اب ہم پہلے سے کہیں زیادہ طاقتور ہو چکے ہیں۔ پہلے سے کئی گنا زیادہ مادی وسائل میسر ہیں، اخراری قوت بھی بڑھ گئی ہے اور جنگ کے میدان میں بھی ہمارے جیالے مجاہدین نے جنگی تکنیک اور رموز سیکھے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مکار دشمن کی دغا بازی اور شیطانی چالوں سے بھی اچھی طرح واقف ہو چکے ہیں۔

اس لئے ہمارا پختہ یقین ہے کہ مستقبل قریب میں مادی وسائل پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد و نصرت اور اپنے ایمانی قوت کی طاقت سے روسی سامراج پر مکمل فتح پائینگے اور انہیں اپنے اسلامی اور آزاد ملک افغانستان سے خواری، ذلت اور رسوائی کے ساتھ نکال کر اپنے اسلامی سرزمین پر اسلامی سبز جھنڈا لہرا کر ایک اسلامی حکومت قائم کرینگے اور ایک بار پھر اپنا اسلامی اور غیر جانبدارانہ تشخص بحال کرینگے۔ انشاء اللہ۔

صوبہ جوزجان کے دلیر مجاہد کمانڈر

جناب سید محمد اکبر سے ایک ملاقات

س: جناب مجاہد سید محمد اکبر صاحب۔ اس سے پہلے کہ ہم اپنی صحبت کا قصہ جاری کریں بہتر ہوگا کہ آپ کا تعارف اپنے قارئین کرام سے کرائیں۔ براہ کرم آپ اپنی شہرت بتائیں

ج: میرا نام سید محمد اکبر اور والد ماجد کا نام سید نصیر الدین ہے۔ میں صوبہ جوزجان کے اچہ نامی شہر کا رہنے والا ہوں۔ مزار شریف شہر کے رشدیہ نامی دینی مدرسہ سے علوم دینی حاصل کر چکا ہوں اور آج کل اچہ شہر میں احمد پہلوان نامی محاذ کے دلیر مجاہدوں کا جنرل کمانڈر ہوں۔

س: کیا آپ یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ آپ نے مسلحانہ جہاد کب شروع کیا جہاد کے دوران اگر کوئی اہم واقعہ پیش آیا ہو تو ذرا اس کی بھی تفصیل بتائیں شکریہ۔

ج: ابھی میں مزار شریف کے رشدیہ نامی دینی مدرسے میں زیر تعلیم تھا کہ افغانستان میں نام نہاد انقلاب ثور رونما ہوا۔ افغان مسلمان عوام روسی مظالم اور جارحیت کا شکار ہونے لگے۔ میں نے جہاد کو تعلیم پر ترجیح دی، فوراً تعلیم ادھوری چھوڑ دی۔ اور سب سے پہلے اپنے علاقے کے افغان مسلمان عوام کو روسیوں کے مکارانہ حربوں، ان کے ناپاک عزائم سے آگاہ کیا اور انہیں دعوت دی کہ وہ ایک صف میں اپنے دین، مذہب اور وطن کی حفاظت کے لئے متحدانہ طور پر کھڑے ہو جائیں۔ افغان دلیر عوام نے کاروبار زندگی سے منہ موڑا اور جوق در جوق مجاہدین اسلام کی صفوں میں شامل ہونے لگے۔

جب میرا یہ پہلا مشن کامیاب ہوا تو میں نے بھی بندوق اٹھا لیا اور ۱۹۷۹ء میں اپنے مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ جہاد کے کٹھن اور خونین مورچوں میں سینہ سپر ہو گیا۔ ۱۹۷۹ء سے لے کر ۱۹۸۱ء تک میں اپنے ایک مجاہد ٹیم کا انچارج رہا پھر میرے دلیر کمانڈر اور وطن پرست جیالے مجاہد بھائیوں کے نیک خیالات اور حسن نظر کے باعث انہوں نے مجھے احمد پہلوان نامی ایک وسیع محاذ کا جنرل کمانڈر مقرر کر دیا اور آج تک میں اسی سنگین ذمہ داری کو نبھانے میں مصروف ہوں۔ روسی اور کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے فوجیوں نے کئی بار ہمارے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کی ناپاک کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت ہمارے شامل حال تھی دشمن منہ کی کھا کر بھاگ نکلا اور وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکا۔

ان حملوں کے دوران دشمن کے ۳ جنگی مگ، گن شپ ہیلی کاپٹر ۲۲ ٹینک اور کئی فوجی گاڑیاں ہمارے دلیر مجاہدوں کی گولیوں کا نشانہ بن کر تباہ کر دیئے گئے

۱۹۸۵ء رمضان المبارک کے مہینے میں دشمن نے ایک بار پھر اپنی چار بٹالین فوج جو جدید ترین اسلحہ سے لیس تھی اور فضا پہ ۲۸ جنگی مگ اور گن شپ ہیلی کاپٹر ان کی امداد کے لئے پرواز کر رہے تھے۔ ہمارے محاذ کا ان پر حملہ کیا ۱۲ دن تک حق اور باطل کا یہ جنگ جاری رہی۔ ایمانی طاقت سے لیس اور شہادت کے متوالے مجاہدین اسلام ان کا ڈٹ کر مقابلہ کر کے ان کے دانت کھٹے کر دیئے اور اللہ تعالیٰ نے فتح ہمیں ہی نصیب فرمائی۔ اس خونین جنگ میں دشمن کے ۳۰۰ فوجی موت کے گھاٹ اتارے گئے اور ہمارے ۲۸ دلیر جیالے مجاہد اللہ کو پیارے ہو گئے۔

س: آج کل آپ ایک تجربہ کار مجرب اور مدبر جنرل کمانڈر کی حیثیت سے اپنی ایمانی اور اخلاقی ذمہ داری نبھانے میں

مصروف ہیں کیا آپ یہ بتائیں گے کہ گذشتہ سالوں کی نسبت دشمن کی جنگی ٹیکنیک اور ہمارے مجاہد بھائیوں کی جنگی حکمت عملی میں کوئی واضح تبدیلی رونما ہوئی ہے یا نہیں

ج: روسیوں نے افغانستان میں اپنی فوجی مداخلت کے فوراً ہی بعد افغانستان کے گوشے گوشے میں قتل و قتال کا بازار گرم کیا تھا ان کا یہ خیال تھا کہ وہ اس قتل و قتال کے ذریعے افغان عوام کے حوصلوں کو دبا کر ماند کر دینگے لیکن نتیجہ برعکس نکلا۔ دشمن نے جتنا ہمیں دبایا، ہمارے دلیر مجاہد عوام دشمن کے خلاف اتنا ہی ایک مضبوط چٹان بن کر ابھرے اور آج انہوں نے اپنی شیطان شان کامیابیوں کو چار چاند لگا دیئے ہیں یہ ٹھیک ہے کہ آج کل روس اور ان کے حلقہ بگوش غلام انتقام جویانہ کاروائی کے تحت ہمارے نہتے افغان مسلمان عوام کا نہایت بے دردی سے قتل عام کر رہے ہیں، دشمن نے ایک دوسری حکمت عملی اپنائی ہے۔ دشمن اپنے تربیت یافتہ گماشتہ گان کو ہماری صفوں میں مختلف ناموں سے داخل کر رہا ہے تاکہ وہ ہمارے اتحاد، وحدت اور یکجہتی میں پھوٹ ڈالیں چنانچہ ان کی یہ حکمت عملی اکثر جگہوں پر کارگر بھی ثابت ہو چکی ہے۔ لہٰذا ہمیری بس کمانڈر صاحبان اور دلیر مجاہد بھائیوں سے ایک التجا ہے کہ وہ ایسے شر پسندوں پر کڑی نظر رکھیں اور موقع نہ دیں کہ وہ ہماری صفوں میں جگہ بنا کر ہمارے خلاف اپنے زہریلے حربے استعمال کر سکیں۔

دشمن افغان مسلمان عوام کو قحط کی لعنت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اس لئے وہ ہمارے ہرے بھرے کھیت کھلیانوں کو نذر آتش کرتا چلا آ رہا ہے۔ تلاشی کے دوران وہ ہمارے گھروں سے قیمتی اشیاء اٹھا لے جاتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم کے مقابلے میں ہمارے مجاہد بھائیوں کا اسلحہ کیا ہے۔

ج: جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ دشمن آج کل جدید ترین زمینی اور ہوائی جنگی ساز و سامان سے لیس ہے ہمارے پاس جو اسلحہ ہے جو دشمن کے اسلحہ کے مقابلے میں ناچیز ہے۔

میری رائے ہے کہ ہمارا کمانڈر اور جہاد کے رہبر صاحبان اسلحہ کی مشکل کو دور کرنے کے لئے موثر اور مفید قدم اٹھائیں آج کل ہم صرف اپنے ایمانی طاقت سے دشمن کا مقابلہ کر رہے ہیں اور دشمن اپنے جدید ترین اسلحہ سے ہمارا مقابلہ کر رہا ہے۔ دشمن سے چھینا ہوا ہلکا اسلحہ ہمارے پاس کافی ہے۔ لیکن آج کا جنگی دور بدل چکا ہے۔ آج کے دور میں ہلکا اسلحہ اتنا مفید ثابت نہیں جتنا اس سے امید کی جاتی ہے۔

ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

گیس جو ہمارے ملک کی ایک عمدہ معدنی پیداوار ہے اور یہ ہمارے مظلوم اور غریب عوام کا ملی اور قومی سرمایہ ہے روس جابر اسے سالوں سال سے اپنے ملک لے جا رہے ہیں۔ گیس کی بھی پائپ لائن جو یتیم کات سے کلفت بندرگاہ تک افغانستان کے اندر ایک وسیع اور میدانی علاقے میں بچھائی گئی ہے۔ ہمارے دلیر مجاہدوں نے تقریباً ۴۰ مرتبہ اس پائپ لائن کو اڑا دیا لیکن دشمن ہر بار اس علاقے کے کافی حملات پر ہوائی حملے کر کے یہاں کے اکثر عوام کو شہید کرتا چلا آ رہا ہے اب تو روسیوں نے اس پائپ لائن کے ساتھ ساتھ ہر ایک کیلومیٹر کے فاصلے پر حفاظتی چوکیاں قائم کر چکے ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ ہم اس وسیع اور میدانی علاقے میں اپنے اس ناچیز اور ہلکے اسلحے سے دشمن کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں۔ یہاں تو دور مار بھاری توپوں کی ضرورت ہے۔

روسیوں نے ہمارے درمیان نفاق کا

مجاہدین گرم مورچوں میں بھی تلاوت قرآن پاک سے غافل نہیں

بیج بونے اور اختلاف پیدا کرنے کی ایک بے شرم کوشش کر رکھی ہے۔ میری جہاد کے امیر اور رہبر صاحبان سے ہی ایک خواہش ہے کہ وہ آپس میں اخوت اور بھائی چارے کی فضا پیدا کریں اور کوشش کریں کہ نامطلوب اور شرپسند عناصر جو ہمارے دین و مذہب اور وطن کے دشمن ہیں ہماری صفوں میں اپنے لئے جگہ نہ بنا سکیں

ہم نے اپنی آنکھوں سے اکثر دیکھا ہے کہ دشمن کا ایک تربیت یافتہ ایک تنظیم سے جب باہر نکالا جاتا ہے تو اُس نامطلوب اور خطرناک شخص کو دوسری پارٹی والے بغیر کسی باز پرس کے اُسے اپنے آغوش سے لگا لیتا ہے۔ جب کہ ایسے افراد بارہا ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو چکے ہیں۔ ان عمل کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے درمیان اتحاد، وحدت اور یکجہتی نہیں ہے۔

آج کل ہمارا مکار دشمن ہم پر اقتصادی ضربیں لگا کر ہمیں گوناگوں مشکلات میں مبتلا کر رہا ہے۔ یہاں امتِ مسلمہ اور جہان کے بشر دوست طبقہ سے تعلق رکھنے والے مسیحی مذہب اشخاص سے میری یہ اپیل ہے کہ وہ ہمارے ساتھ بھرپور اقتصادی امداد کر کے ہمارے اس جہادِ مقدس میں برابر کے شریک ہو جائیں۔

س: جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے مقدس جہاد کے دوران روس کے تین جابر بوڑھے پر کچھ ارمان بھرے دل جہنم وصل ہو چکے ہیں اور اب نوبت آئی ہے گورباچوف کی جو نسبتاً کم عمری میں کریملن کی امپراتوری کے تخت پر بیٹھا ہے گذشتہ روسی لیڈروں اور گورباچوف کے درمیان سیاسی میدان میں کیا فرق محسوس کرتے ہو۔؟

ج: یہ کہاوت تو آپ نے سُنی ہوگی کہ گرگ زادہ برادر شغال ہے۔ یعنی زرد کتا گیدڑ کا بھائی ہے۔ لیکن یہ کتا تو دوسرے کتوں کی نسبت کہیں زیادہ بدخو ہے۔

س: افغان مسئلہ کے سیاسی حل کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: ہم شب و روز جہاد کے گرم اور خونین مورچوں میں مصروف ہیں کبھی کبھی سننے میں آتا ہے کہ افغان مسئلہ کے سیاسی حل کے بارے میں کوشش جاری ہے۔ یا روسی لیڈروں نے افغانستان کے بارے میں اپنی پالیسی میں کچھ نرمی لا چکے ہیں۔ ہمیں ان افواہات سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی ہم ان کے گفتار پر بھروسہ کر سکتے ہیں۔ کامیابی کی آخری گھڑی تک ہم ہیں اور ہمارا جہاد۔

س: روس افغانستان میں بھاری جانی اور مالی نقصان اٹھانے کے باعث افغانستان سے اپنی فوجیں نکال لے گا یا بین الاقوامی دباؤ کے تحت۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: روسیوں نے عالمی رائے عامہ اور بین الاقوامی دباؤ کی کب پرواہ کی ہے اگر عالمی رائے عامہ اور بین الاقوامی دباؤ اس پر تاثیر کرتا تو وہ کب کا ان گذشتہ ۷ سالوں میں افغانستان سے اپنی فوجیں نکال لیتا۔

میری ذاتی نظر میں روسیوں کو صرف میدانِ جہاد میں زور و طاقت کے ذریعے ہی افغانستان سے باہر نکالا جا سکتا ہے۔ وہ ضرب المثل تو آپ نے ضرور سُنی ہوگی کہ .....

"لوہے کو لوہا ہی کاٹ سکتا ہے"

س: ایک واقعی اور حقیقی مجاہد میں کن صفات کا موجود ہونا ضروری ہے؟

ج: ایک واقعی مجاہد کو چاہیئے کہ وہ اللہؒ اور اللہ کے رسولؐ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے گئے اصولوں کو اپنی مشعلِ راہ بنائیں اور جیسا کہ اصحابِ کرام نے اپنے جہادی مشن کو اچھی طریقے سے انجام دیا ہمارے مجاہد آج کے دور میں ویسے ہی اپنے دینی فریضے کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی اور فروگذاشت نہ کریں۔

س: آج کل روس ہماری نوجوان نسل کو کیمونزم کے ڈھانچے میں ڈھالنے کی بیحد کوشش کر رہا ہے اور وہ ہمارے کمسن اور نوجوان بچوں اور بچیوں کو روسیہ اور اپنے حواری ملکوں میں بھیج رہا ہے۔ صوبہ جوزجان کے دلیر مجاہدوں نے روسیوں کے اس ناپاک پلان کو ناکام بنانے کے لئے اب تک کیا اقدام کیا ہے؟

ج: جہاں تک ہمارے بس کی بات تھی اور مالی استطاعت کا تعلق تھا ہم نے اپنے اپنے علاقوں کے رہنے والے بچوں اور بچیوں کے لئے دینی مدارس کھول رکھے ہیں۔ جہاں ہمارے بچے دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

س: کیا آپ عالم اسلام کے امتِ مسلمہ، مجاہد کے گرم اور خونین مورچوں میں دلیر مجاہدوں اور وطن سے دور دیارِ غیر میں اپنے مہاجر بھائی بہنوں کو کوئی پیغام دینا پسند فرمائیں گے؟

ج: میں بحیثیت ایک خادم اور چھوٹا بھائی اپنے تمام مجاہد بھائیوں کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے اعمال و کردار کو قرآن و سنت کی روشنی میں استوار کریں اور اپنے درمیان وحدت، اتحاد اور یکجہتی کی فضا پیدا کریں۔

(باقی صفحہ ۵ پر)

حضرت ابوبکر صدیقؓ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو آپؐ کے بعد اسلامی سلطنت کے انتظامات جن چار بزرگوں نے سنبھالے انہیں خلفائے راشدینؓ کہا جاتا ہے۔ ان کا زمانہ صرف تیس برس پر مشتمل رہا۔ ان بزرگوں کے مبارک نام حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ تھے۔

خلفائے راشدین ان بزرگوں کو کہا جاتا ہے جو خود بھی نبی کریمؐ کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر چلتے تھے اور اُمت کو بھی چلاتے تھے۔

خلفائے راشدین میں پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ۵۷۳ء میں پیدا ہوئے تھے اس کا مقصد یہ ہوا کہ حضرت صدیقؓ کی ولادت رسولِ کریمؐ کی دنیا میں تشریف آوری کے دو برس بعد ہوئی تھی۔ آپ حضورؐ سے عمر میں دو برس چھوٹے تھے۔ آپ کا شمار مکہ کے دولتمند تاجروں میں ہوتا تھا۔ حضرت صدیقؓ حسنِ اخلاق دانائی، علم اور تجربے کی بنا پر لوگوں میں بڑی عزت و احترام کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔ آزاد انسانوں میں جو مرد سب سے پہلے مسلمان ہوا وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔ آپ مسلمان ہوتے تو یہ اسلام کے ابتدائی ایام تھے اور دین کی خدمت کے لئے افراد کے علاوہ مال و دولت کی بھی بڑی ضرورت تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے خدمتِ دین میں اپنا سارا مال خرچ کر دیا تھا۔

خود نبی کریمؐ ارشاد فرماتے ہیں:

"ابوبکرؓ کے مال سے بڑھ کر میں نے کسی کے مال سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔"

غزوۂ تبوک کے لئے تیاری کا اعلان سُنا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے گھر آئے اور گھر کا سارا مال و اسباب اُٹھا کر حضور نبی کریمؐ کی خدمت میں لے آئے اور ساتھ ہی اپنے کُرتے کی گھنڈیاں بھی اُتار کر پیش کر دیں۔ حضور نبی کریمؐ نے آپ سے استفسار کیا۔

"اپنے بال بچوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟"

"اللہ اور اس کا رسولؐ" حضرت صدیقؓ نے جواب دیا۔

وہ بزرگ جنہوں نے بعد میں اسلام کی خدمت میں نمایاں کارنامے سرانجام دیئے اور پوری دنیا میں مسلمانوں کا سر بُلند کیا سب کے سب حضرت صدیقؓ کی کوششوں سے مسلمان ہوئے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد جو پہلا خطبہ دیا تھا وہ تاریخ اسلام کے صفحات پر سنہری حروف میں ہمیشہ جگمگاتا رہے گا۔ آپؓ نے فرمایا۔

"لوگو! مجھے تمہارا حاکم منتخب کیا گیا ہے۔ مگر میں تم سب میں سے بہتر انسان نہیں ہوں۔ اگر میں اچھے کام کروں تو تمہارا فرض ہے کہ میری مدد کرو لیکن اگر میں برائی کی راہ پر چلوں تو تمہیں چاہیئے کہ مجھے سیدھے راہ پر لگاؤ۔ میں سچائی کو امانت سمجھتا ہوں اور جھوٹ میرے نزدیک خیانت ہے۔ میں کمزور انسانوں کو طاقت ور سمجھتا ہوں اور ان کا حق واپس کراؤں گا۔ میں طاقت وروں کو کمزور سمجھوں گا اور دوسروں کا حق ان سے دلاؤں گا۔ جس قوم نے خدا کی راہ میں جہاد کرنا چھوڑ دیا ہے۔ خداوند کریم نے اسے ذلیل و خوار کر دیا ہے وہ قوم جس میں بدکاری عام ہو جائے۔ خدا اس قوم کی مصیبتوں اور دُکھوں میں بھی اضافہ کر دیتا ہے۔ اگر میں خدا اور اس کی رسولؐ کی فرمانبرداری کرتا ہوں تو تمہیں بھی میری فرمانبرداری کرنی چاہیئے۔ اگر میں خدا اور رسولؐ کا نافرمان بن جاؤں تو تمہیں بھی میری فرمانبرداری نہیں کرنی چاہیئے۔"

حضرت ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا متذکرہ خطبہ انتہائی سادہ اور مختصر ہے۔ لیکن اس میں وہ ساری ضروری باتیں موجود ہیں۔ جس سے عام آدمی کو

(باقی صفحہ ۵ پر)

اخبار جهاد

شمالی سالنگ میں دشمن کو زبردست جانی و مالی نقصان

احمد شاہ مسعود نے سخت ترین اقدامات کرنے کے احکام جاری کر دیئے

اطلاعات کے مطابق روسی و داخلی فوجیوں نے ۲۱ عقرب ۱۳۶۵ ہجری کو وزیر داخلہ سید محمد گلاب زوئی کی قیادت میں شمالی سالنگ پر حملہ کیا ان دستوں کو طیاروں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کا تعاون حاصل تھا۔

جمعیت اسلامی افغانستان کے حریت پسندوں نے شدید مزاحمت کرتے ہوئے ستم دیدہ گلبہار اور جبل السراج کے علاقوں میں مجموعی طور پر اٹھارہ ٹینک و بکتربند گاڑیاں تباہ کیں۔

ایک اور اطلاع کے مطابق ۱۶ نومبر کو ایک ہیلی کاپٹر اس وقت مجاہدین کی انٹی ائیر کرافٹ گنوں کا نشانہ بن کر تباہ ہوا جب وہ کمانڈو فوجی اتارنے میں مصروف تھا۔ کمانڈر انجنیئر احمد شاہ مسعود نے دشمن کے خلاف مجاہدین کو سخت ترین اقدامات کرنے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں

ایک اور اطلاع کے مطابق ۲۷ عقرب ۱۳۶۵ کو مجاہدین نے شالنگ شاہراہ میں دشمن کی ایک کانوائے پر حملہ کیا اور دشمن کی پانچ سی گاڑیاں اور تین ٹینک تباہ کر دیئے۔ دشمن دستوں نے ۲۹ عقرب ۱۳۶۵ کو انتقامی کاروائی شروع کر دی ہے اطلاعات کے مطابق یہ ایک بڑی کاروائی ہے تاہم مجاہدین بے جگری سے دفاع کر رہے ہیں۔ آخری اطلاعات ملنے تک لڑائی جاری تھی۔

لوگر میں مجاہدین کے حملے

وادی لوگر سے موصولہ اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی کے حریت پسندوں نے ۱۳۶۵-۸-۱۷ ہجری شمسی کو کمانڈر ثمرگل اور ملا محمد نواب کی قیادت میں لوگر کے علاقوں کتب خیل، میر عبداللہ، پیر بلند، کندک درویش، قلعہ حبیب اللہ اور قلعہ سبز کی چوکیوں پر حملے کئے۔ ان حملوں میں مجموعی طور پر آٹھ روسی فوجی اور تیرہ داخلی عسکر ہلاک اور چھ دوسرے زخمی ہوئے مجاہدین نے رہائشی بلاک، چوکیوں کی غاروں اور وائرلیس روم کو نقصان پہنچایا۔ اس کاروائی میں ایک مجاہد شہید ہوا

ہرات میں لڑائی جاری ہے

مغربی افغانستان کے صوبہ ہرات کے دارالحکومت ہراز شہر میں روسی دستوں اور مومن مجاہدین کے درمیان شدت سے جنگ جاری ہے۔

جمعیت اسلامی افغانستان کے ذرائع کے مطابق مسلمان مجاہدین نے ۲ اکتوبر کو فرقہ نمبر ۱۷ پر مینز اسل برسائے جس کی وجہ سے ۲ ٹینک ۲ فوجی گاڑیاں ۱۵ اجنبی اور دیگر سامان نذر آتش ہوا۔ بعد میں روسی طیاروں نے انتقامی کاروائی کے طور پر پولے علاقے پر بم برسائے اور زمینی دستوں سے مجاہدین کے مراکز پر حملہ کیا۔ مجاہدین نے مزاحمت کرتے ہوئے ۷ ٹینک عملہ سمیت تباہ اور ۸۰ روسی فوجی ہلاک کر کے دستوں کو پسپائی پر مجبور کر دیا اس لڑائی میں ایک مجاہد عبدالقدوس نامی شہید ہوا۔

ایک اور اطلاع کے مطابق حضرت جرزہ فرنٹ کے سرفروش مجاہدین نے ہرات کے ایک ہوٹل میں دھماکہ کر کے ۴۰ روسی

میر بچہ کوٹ میں بمباری سے بے گناہ شہری شہید و زخمی

جمعیت اسلامی افغانستان کے ذرائع سے موصولہ اطلاعات کے مطابق کابل کے سب ڈویژن میر بچہ کوٹ میں پچھلے ہفتے روسی طیاروں نے شدید بمباری کی ہے جس کے نتیجہ میں فرزہ کے علاقے میں تیرہ بے گناہ شہری شہید اور پچیس زخمی ہوئے۔ شہید ہونے والوں میں چار بچے، ایک عورت دو بوڑھے اور باقی جوان شامل ہیں۔ بمباری سے فرزہ کے پچاس مکانوں کو نقصان پہنچا۔ فرزہ کے علاقہ قلعہ کریم، حسن خیل مصلی اور بوستان نامی دیہاتوں پر بھی بمباری کی گئی۔ قلعہ کریم میں تین بچے شہید اور دو بچے ایک عورت زخمی ہوئیں۔ ساٹھ مکانوں کو نقصان پہنچا۔ حسن خیل نامی گاؤں میں دس مکانوں کو نقصان پہنچا جن میں ایک خاندان کے چھ افراد شہید اور دیگر مکانوں میں دس افراد زخمی ہوئے۔ مصلی اور بوستان کے دیہاتوں میں چھ افراد شہید اور دس زخمی ہوئے اور بیس مکانوں کو نقصان پہنچا۔

شکر درہ میں چوکیاں بنانے کی کوشش ناکام

کابل کے سب ڈویژن شکر درہ میں جمعیت اسلامی کے حریت پسندوں نے کٹھ پتلی انتظامیہ کے حامیوں کو جانب سے چوکیاں بنانے کی کوشش ناکام بنا دی ہیں اور اس طرح کی چھ چوکیاں تباہ کر دی ہیں۔ یہ چوکیاں خود کو مسلمان کہنے والے درپردہ کٹھ پتلی انتظامیہ کے حامی جنہیں علاقے کے با اثر شخص رحمت اللہ کی سرپرستی حاصل تھی بنا رہے تھے۔ مجاہدین نے رحمت اللہ اس کے والد اور دیگر ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور چوکیاں بنانے کی کوششیں ناکام بنا دیں۔

صوبہ ننگرہار میں روسی طیاروں کی بمباری سے دو مجاہد شہید

مشرقی افغان صوبے ننگرہار میں روسی طیاروں نے چھ نومبر کو نازیاں کے علاقے میں مجاہدین کے ٹھکانوں پر بمباری کی جس سے دو مجاہد شہید اور سات زخمی ہو گئے۔ چھ نومبر کو ہونے والی بمباری کا سلسلہ ۱۳ نومبر کی تازہ ترین اطلاعات تک جاری تھا۔ یاد رہے کہ گذشتہ مارچ اس علاقے میں مجاہدین اور روسی و کٹھ پتلی دستوں کا زبردست معرکہ ہوا تھا۔ جس کے دوران حملہ آور دستے بھاری نقصان کے ساتھ پسپا ہو گئے تھے۔

صوبہ غور میں ہیلی کاپٹر مار گرایا گیا

ادھر وسطی افغانستان کے صوبہ غور میں سید الشہداء فرنٹ کے مجاہدین نے ۲۰ نومبر کو کمانڈر عبدالقیوم حکیمی کی قیادت میں ایک روسی ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ طیارہ شکن توپ سے نشانہ بننے والا ہیلی کاپٹر صوبائی صدر مقام چغچران کے جنوب میں تیوارہ قصبے کے نزدیک گر کر جلنے کا ڈھیر بن گیا جس کا روسی پائلٹ اور دیگر عملہ بھی ہلاک ہو گیا۔ اسی علاقے میں ۱۳ اکتوبر کو حزب اسلامی کے مجاہدین نے گشتی دستے پر یلغار کی۔ جس میں تین کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور آٹھ زخمی ہو گئے۔

مشیروں کو ہلاک کر دیئے، دھماکے سے ہوٹل کو سخت نقصان پہنچا۔

پروان میں مجاہدین کی کامیابیاں

افغان دارالحکومت کابل کے شمال میں واقع صوبہ پروان سے گزرنے والی کابل، روسی شاہراہ پر سالانگ اور دیگر علاقوں میں مجاہدین نے پچھلے ہفتوں میں ۲۵ روسی و داخلی فوجی موت کے گھاٹ اتار دیئے ہیں۔ اور ایک سو پچاس داخلی فوجیوں کو مختلف اوقات میں گرفتار کر لیا ہے۔ مجاہدین نے ۵۵ مختلف النوع ہتھیاروں پر قبضہ بھی کر لیا۔ ایک وائرلیس سیٹ کو ناکارہ بنا دیا اور ۱۴۰ بکتر بند گاڑیوں اور ٹینکروں کو ناکارہ بنا دیا۔

بری کوٹ میں ۱۲ فوجی ہلاک

بری کوٹ۔ جمعیت اسلامی افغانستان کے مجاہدوں نے ۲۰ صفر ۱۴۰۷ھجر کو کمانڈر محمد غازی خان کی قیادت میں مشرقی افغانستان کے صوبہ کنڑ کی سرحدی چھاؤنی بری کوٹ کی ایک حفاظتی چوکی پر حملہ کر کے بارہ روسی و داخلی فوجی ہلاک کر دیئے اور چوکی کی عمارت کو شدید نقصان پہنچایا۔ سرکاری دستوں کی جوابی فائرنگ سے دو مجاہد زخمی ہوئے۔

پرچم دھڑے کے ۷ ارکان ہلاک

جمعیت اسلامی افغانستان کے مومن اور شجاع مجاہدین نے کمانڈر عبدالرحمن (لنگ) کی قیادت میں یکم اکتوبر کو سب ڈویژن شیوہ کی سرحدی فوجی چوکی پر حملہ کر دیا، جس کے نتیجے میں چوکی کمانڈر سمیت پرچم دھڑے کے ۷ کارکن جہنم رسید ہوئے۔ اور مجاہدین نے مختلف قسم کے ہتھیاروں پر بھی قبضہ کر لیا۔

صوبہ سمنگان میں حکمران جماعت کے دفتر پر راکٹ برسائے گئے

ادھر صوبہ سمنگان سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق ظفر فرنٹ کے مجاہدین نے کمانڈر داد محمد خان کی سرکردگی میں ۲۸ ستمبر کو صوبائی ہیڈ کوارٹر میں حکمران جماعت کے دفتر پر راکٹ برسائے جس کے نتیجے میں پرچم دھڑے کے آٹھ عہدے دار ہلاک ہو گئے۔ ایک روز قبل بختک علاقے کی حفاظتی چوکی پر حملے کے دوران چار کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور ایک مجاہد ملوک خان شہید ہو گیا۔

روس افغان سرحد کے نزدیک طیاروں کی بمباری، مجاہدین کے مرکز پر حملہ پسپا کر دیا گیا

روسی سرحد پر واقع افغانستان کے شمالی صوبہ فیض آباد میں روسی طیاروں نے ۲۳ اکتوبر کو سرحدی علاقے روداک ضلع پر بمباری کی۔ جس کے دوران ایک مجاہد اور تین نہتے شہری شہید ہو گئے۔ اگلے روز اسی علاقے میں روسی بکتر بند دستے نے مجاہدین کے ٹھکانوں پر یلغار کی۔ جسے بھاری نقصان کے ساتھ پسپا کر دیا گیا۔ حملہ آور فوجی دستہ متعدد لاشیں سمیٹ کر صوبائی دارالحکومت سمنگان کی طرف واپس چلا گیا

صوبہ وردک کے صدر مقام میں بریگیڈ ہیڈ کوارٹر پر مجاہدین کا حملہ

افغانستان کے صوبے وردک میں تاخیر سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۲۹ اکتوبر کی صبح صوبائی ہیڈ کوارٹر میدان شہر پر میزائلوں اور راکٹوں کے علاوہ بھاری توپوں سے کٹھ پتلی فوج کے

کمانڈر احمد شاہ مسعود اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ جہادی پلاننگ میں مصروف ہے

بریگیڈ ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا۔ اس کارروائی میں فوجی گورنر زین الدین اور پولیس کا صوبائی ہیڈ کوارٹر شدید متاثر ہوا جب کہ ایک فوجی گودام اور کٹھ پتلی حکام کی سرکاری رہائش گاہیں تباہ ہو گئیں۔ مجاہدین کے ہاتھ اسلحے اور گولہ بارود کا ڈپو زبردست دھماکے سے اڑ گیا۔

قندھار میں دس کٹھ پتلی فوجی افسروں کو گولیوں کی باڑ مار دی گئی

افغان فوجیوں کے تعاون سے کٹھ پتلی افسر ارغنداب میں گرفتار کئے گئے تھے

لندن ۱۵ نومبر (اڑانی افغان) افغانستان کے صوبے قندھار میں مجاہدین نے آزاد علاقے کی عدالت کے حکم سے دس کٹھ پتلی فوجی افسروں کو گولیوں کی باڑ مار دی جنہیں افغان فوجیوں کے تعاون سے سب ڈویژنل قصبے ارغنداب میں گرفتار کیا گیا تھا۔ کٹھ پتلی فوجی افسر ۲۸ اکتوبر کو ارغنداب قصبے کے ملٹری ہیڈ کوارٹر میں ایک اہم اجلاس میں شریک تھے۔ جب مجاہدین نے انہیں بغیر کسی مزاحمت کے قابو کر لیا۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ کٹھ پتلی فوجی افسروں کے خلاف ملک سے غداری کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا اور پانچ دن سماعت کے بعد آزاد عدالت نے غداروں کو سزائے موت کا حکم سنایا جس پر آٹھ نومبر کو صبح عمل درآمد کیا گیا کٹھ پتلی افسروں کے نام درج ذیل ہیں کرنل احمد سعید (سیاسی مشیر) پندرھواں بریگیڈ) لیفٹننٹ کرنل صالح محمد (کمانڈر قشلہ ہیڈ کوارٹر قندھار) میجر محمد عمر (ترمسٹھ بریگیڈ قندھار) میجر شمس الدین (کمانڈنٹ بریگیڈ ہیڈ کوارٹر قندھار) میجر غلام نبی (معاون ملٹری ہیڈ کوارٹر قندھار) میجر امام الدین (ترمسٹھ بریگیڈ قندھار) کیپٹن ملک جان (ترسٹھ بریگیڈ قندھار) میجر ڈاکٹر سید عالم اور لیفٹننٹ میاں شیر (لا اینڈ سیکل) ۲۸ ر

اکتوبر کی اس کاروائی کے دوران تیس افغان فوجی اسلحے کی بھاری مقدار لئے مجاہدین کے ساتھ چلے آئے تھے۔ جن کے تعاون سے ارغنداب ملٹری ہیڈ کوارٹر پر یلغار کی گئی۔

حفاظتی چوکی پر راکٹوں سے حملہ

قندہار شہر کے مغربی علاقے ڈنڈ میں چھاپہ مار مجاہدین نے ۲۵ اکتوبر کو ایک حفاظتی چوکی پر راکٹوں سے حملہ کیا۔ جس سے گولہ بارود کے ذخیرے نے آگ پکڑ لی۔ گولہ بارود کے دھماکوں اور راکٹوں کے فائر سے حفاظتی چوکی کی عمارت تباہ ہو گئی۔ اس کاروائی میں تقریباً آٹھ روسی و کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور ایک ٹینک کے علاوہ ایک جیپ اڑا دی گئی۔ تیز رفتار حملے میں مجاہدین جانی نقصان سے محفوظ رہے۔

صوبہ قندہار میں گھمسان کی جنگ جاری ہے، وسطی افغانستان میں طیارہ شکن توپ سے روسی ہیلی کاپٹر تباہ

افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندہار پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے مجاہدین مسلسل جدوجہد کر رہے ہیں۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق قندہار شہر کو بچانے کے لئے روسی حکام نے پنجوائی کے وسیع علاقے کو گھیر لیا ہے۔ جہاں سے مجاہدین قندہار شہر پر حملے کرتے ہیں۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے قندہار کی صورت حال کے بارے میں بتایا ہے کہ ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں پر سوار روسی دستے پچھ نومبر کی صبح جنوب مغربی علاقے پنجوائی میں پھیل گئے۔ وہاں پر ۱۲ نومبر کی رپورٹ ملنے تک دو ہزار سے زائد مجاہدین حملہ آور دستوں سے برسرپیکار تھے۔ جنہوں نے راکٹوں اور میزائلوں کے ذریعے مجموعی طور پر نو ٹینک اور بکتر بند گاڑیوں کو تباہ کر دی ہیں۔ تباہ ہونے والے ٹینکوں اور گاڑیوں کا عملہ موقع پر ہلاک ہو گیا معلوم ہوا ہے کہ مجاہدین اور روسی دستوں کے درمیان جھڑپیں جاری ہیں۔

سات گھنٹے تک شدید مزاحمت کے بعد حملہ آور دستے پسپا ہو گئے

صوبہ کنڑ کے علاقہ علی خیل میں روسی اور کٹھ پتلی فوجی مجاہدین کے ایک مرکز پر حملہ کرنے والے تھے۔ مگر حملہ آور فوج میں اپنے حامیوں کی طرف سے بروقت اطلاع پا کر مورچہ زن ہو گئے۔ مجاہدین نے اپنے کمانڈر حاجی محمدی کی قیادت میں سات گھنٹے تک شدید مزاحمت کے بعد حملہ آور دستوں کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ اس کاروائی میں دس فوجی ہلاک پانچ زخمی اور تین گرفتار ہوئے، زلمی نامی ایک مجاہد شہید ہو گیا۔ جب کہ چار رائفلیں حریت پسندوں کے ہاتھ لگیں۔

قبل ازیں ۲۲ اکتوبر کو مجاہدین نے سرحدی قصبے امام صاحب میں روسیوں اور کٹھ پتلی دستوں پر حملہ کر کے چار فوجی ہلاک کر دیئے اگلے روز ایک دوسرے حملے میں مزید پانچ فوجی مار ڈالے گئے۔ ایجنسی کے پشتو دفتر کو موصول ہونے والی ایک اور اطلاع کے مطابق ۱۹ اکتوبر کو امام صاحب ہی کے علاقے میں ایک فوجی چوکی پر حملہ کر کے آٹھ افراد کو ہلاک کر دیا گیا۔

کمنڈر سب ڈویژن سے ایک اطلاع کے مطابق کمانڈر صوفی محمد اسمٰعیل کے مجاہدین نے ۲۵ اکتوبر کو کمنڈر سے ارچی جانے والے دستوں پر ہزجدید کے علاقے میں حملہ کیا۔ انہوں نے کئی فوجی ہلاک کر دیئے۔ جبکہ اشیائے خوراک سے بھری ہوئی ایک گاڑی تباہ کر دی گئی۔ اس کاروائی کے دوران مجاہد ہستی خان شہید ہو گئے۔

مجاہدین نے اپنے مرکز پر حملہ ناکام بنا دیا

ادھر صوبہ کنڑ کے سرحدی قصبے امام صاحب کے نواح میں جمعیت علی نجات افغانستان کے حریت پسندوں نے ۳۰ نومبر کو راکٹ برسا کر اپنے مرکز پر حملہ ناکام بنا دیا جہاں روسی دستے دو ٹینکوں اور عملے سے محروم ہو گئے۔ مجاہدین نے بھاگنے والے روسی دستے کے چھوڑے ہوئے دستی بموں اور گولہ بارود کے بھاری ذخیرہ پر قبضہ کر لیا۔ پسپائی کے فوراً بعد روسی طیاروں نے متاثرہ علاقے پر بمباری کی جس کی زد میں آ کر بارہ نہتے شہری شہید ہو گئے اسی روز کمانڈر امام علی خان کے مجاہدین نے امام صاحب قصبے کے نزدیک گشتی دستے پر حملہ کیا۔ جس کے آٹھ کٹھ پتلی اور چھ روسی فوجی ہلاک اور دو افغان مجاہد اسلحہ سمیت مجاہدین سے آملے۔ جھڑپ کے دوران ایک مجاہد شہید ہو گیا۔

صوبہ زابل اور قندہار میں مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائیاں، اسلحے کا ذخیرہ تباہ تیرہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے

افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندہار میں مجاہدین نے ایک حفاظتی چوکی کے اسلحے کا ذخیرہ اڑا دیا۔ جب کہ صوبہ زابل میں چھاپہ مار کاروائیوں کے دوران پانچ روسی اور کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق راکٹوں اور دستی بموں سے مسلح مجاہدین کے ایک گروپ نے ۱۸ اکتوبر کو قندہار شہر کے مغربی علاقے میں حفاظتی چوکی پر یلغار کی جس میں اسلحے کا ذخیرہ تباہ ہو گیا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس کاروائی میں آٹھ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور متعدد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

ماہنامہ

مشعل

صاحبِ امتیاز
کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان
معاون: سید عبداللہ نوینده رکن: عبدالحبیب (ہمدرد)

جلد نمبر ۱ - شمارہ نمبر ۵ - مسلسل نمبر ۵ - نومبر ۱۹۸۶ء - ربیع الاوّل ۱۴۰۷ھ ق

اس شمارے میں

۱ - اداریہ
۲ - فرمان الٰہی
۳ - ارشاد نبوی
۴ - افغانستان کے چوہوں نے....
۵ - خلیق اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
۶ - سوشلزم اور کمیونزم کیا ہے؟
۷ - ریچھ کی ایک خصلت
۸ - افغانستان میں قدم جمانے کیلئے روس....
۹ - روسی وحشی درندوں کے ظلم کی....
۱۰ - روس کی سہ فرقی حکومت
۱۱ - پھر صبح روشن طلوع ہوگی
۱۲ - اللہ کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے
۱۳ - افغانستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں
۱۴ - اجتماعی اعمال کی بنیاد
۱۵ - مادی طاقت پر ایمانی طاقت کا غلبہ
۱۶ - صوبہ جوزجان کے دلیر مجاہد جناب سید محمد اکبر سے ایک ملاقات۔
۱۷ - حضرت ابوبکر صدیق رض
۱۸ - اخبار جہاد
۱۹ - قافلہ شہداء

پتہ

دفتر: ماہنامہ مشعل کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان

P.O. BOX NO: 345
PESHAWAR PAKISTAN
پوسٹ بکس نمبر ۳۴۵ پشاور، پاکستان

بدل اشتراک

سالانہ — ۶۰ روپے
ششماہی — ۳۰ "
فی پرچہ — ۵ "

بیرونی ممالک
سالانہ — ۲۰ ڈالر

مجاہد دشمن کی تاک میں

زخمی ہو گئے۔ جب کہ مجاہدین جانی نقصان سے محفوظ رہے۔

مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائیاں

قندہار شہر کے جنوب مغرب کی طرف سب ڈویژنل قصبے پنجوائی کے نزدیک مجاہدین نے ۲۳ اکتوبر کو نرگئی کے مقام حفاظتی چوکی پر حملہ کیا۔ اس کارروائی میں خونریز جھڑپ کے نتیجے میں آٹھ روسی اور کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوئے۔ جب کہ راکٹوں کے فائر سے حفاظتی چوکی کے دو پختہ مورچے تباہ ہو گئے۔ ایک اور اطلاع کے مطابق گشتی فوجی دستے نے ۲۵ اکتوبر کو ایک ویگن پر فائرنگ کی۔ جس میں سوار دو مجاہد موقع پر شہید ہو گئے۔ مجاہدین نے ویگن کو فوجی دستے کے نرغے سے نکال کر ارغنداب قصبے کی طرف لیجانے میں کامیاب ہو گئے۔

قندہار شہر پر مجاہدین کے حملے روکنے کے لئے روسی دستوں کی کارروائی

افغانستان میں قابض روسی حکام نے قندہار شہر کو چھاپہ مار کارروائیوں سے بچانے کے لئے سب ڈویژن ارغنداب میں بڑے پیمانے پر فوجی کارروائی کی ہے دو روز تک مجاہدین اور فوجی دستوں کے درمیان خونریز لڑائی میں چالیس سے زائد روسی فوجی ہلاک و زخمی ہو گئے جب کہ ایک لگ طیارہ تباہ کر دیا گیا ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں پر سوار فوجی دستوں نے ۲۵ اکتوبر کو قندہار کے شمال مغرب کی طرف سب ڈویژنل قصبے ارغنداب کے اطراف میں مجاہدین کے مراکز پر یلغار کر دی۔ مجاہدین نے دو روز شدید مزاحمت کے بعد حملہ آور دستوں کو پسپا کر دیا۔ جن کے پچاس فوجی اسلحے سمیت گرفتار کر لئے گئے۔ اس کارروائی کے دوران روسی طیاروں نے شدید بمباری کی۔ جس میں چار مجاہد شہید اور انیس زخمی ہو گئے بتایا گیا ہے کہ تباہ ہونے والے لگ طیارے کا روسی پائلٹ اور دیگر عملہ بھی ہلاک ہو گیا۔

صوبہ تخار میں مجاہدین کا فوجی کیمپ پر حملہ، دس افغان فوجی مجاہدین سے آملے

روسی سرحد سے ملنے والے افغانستان کے شمالی صوبے تخار میں مجاہدین نے فوجی کیمپ پر حملہ کرنے کے علاوہ حفاظتی چوکیوں کو نشانہ بنایا۔ جس میں پچاس روسی اور کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق حزب اسلامی کے بدر فرنٹ کے مجاہدین نے ۲۴ اکتوبر کو کمانڈر مامور نور احمد کی قیادت میں رستاق کے علاقے میں روسی فوج کے کیمپ پر میزائلوں سے حملہ کیا۔ تیز رفتار کارروائی میں فوجی کیمپ اور اس کی حفاظتی چوکیوں میں آگ لگ گئی۔ جہاں محاط اندازے کے مطابق کٹھ پتلی، کمانڈر غلام سخی اور اس کے نائب صعد اللہ سمیت اڑتیس روسی و کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے۔ بتایا گیا ہے کہ اس حملے میں دس افغان فوجی اسلحہ اور گولہ بارود کی بھاری مقدار لئے مجاہدین سے آملے

صوبہ تخار کی ایک اور اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ ۲۶ اکتوبر کو النصر فرنٹ کے حریت پسندوں نے دشت قلعہ کے علاقے میں تین حفاظتی چوکیوں کا صفایا کر دیا۔ جنہیں راکٹوں سے نشانہ بنایا گیا تھا۔ ان چوکیوں میں تعینات ہزبن بریگیڈ کی پانچویں بٹالین کے تقریباً بارہ کٹھ پتلی فوجی ہلاک۔ جب کہ جوابی فائرنگ سے ایک مجاہد عزیز اللہ ہلاک ہو گیا۔

معلوم ہوا ہے کہ راکٹوں سے مسلح مجاہدین نے دریائے آمو کے کنارے ارچی قصبے کے نزدیک فوجی دستوں پر حملہ کیا۔

اکاون افغان فوجی اسلحہ سمیت فرار ہو کر مجاہدین سے آملے،

فوجیوں نے فرار ہونے سے قبل دو افغان افسروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا،

پشاور۔ افغان عسکر کے ۵۱ سپاہی فرار ہو کر افغانستان کے مجاہدین سے آملے ہیں۔ بدھ کے روز ان سپاہیوں کو باوردی یہاں اخبار نویسوں کے روبرو پیش کیا گیا۔ ان سپاہیوں کے رہنماؤں خدائے نظر اور عبدل لیشہ نے اپنے فرار کی وجوہات اور افغانستان کی موجودہ صورتِ حال کے بارے میں اخبار نویسوں کے سوالوں کے تفصیلی جواب دیئے۔ انہوں نے بتایا کہ فرار ہونے والے فوجیوں کا تعلق افغانستان کے صوبہ بلخ، تخار، بغلان، ہرات، مزار ہل، خار اجاج قندھار، فرح، پروان۔ ارکی۔ غزر اور کابل سے ہے۔ انہوں نے بتایا کہ فرار ہونے والے سپاہی اپنے ہمراہ کلاشنکوف، ایک مارٹر گن، ۷ آر پی جی راکٹ لانچر لے کر آتے ہیں۔ اور فرار ہوتے وقت انہوں نے ۲ افغان افسروں سینئر کپتان ہستار خان اور جونیئر کپتان جبار خان کو تحوی مار کر ہلاک کر دیا۔ انہوں نے بتایا کہ ان فوجیوں کا تعلق ۱۵ ویں بریگیڈ کی ۸ ویں لائن نمبر ۹۰۹ سے ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں افغانستان کے مختلف علاقوں سے گرفتار کر کے فوج میں بھرتی کیا گیا۔ کل تین ماہ فوجی تربیت دی گئی۔ ہمیں کل ۲۴۰ افغانی ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔ جو پاکستانی ۳۰۰ روپوں کے برابر ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ہمیں تمام تربیت روسی افسر دیتے تھے اور ہمیں دوران تربیت یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی کہ روس افغانستان کو امریکہ اور پاکستان کی جارحیت سے بچانے کے لیے آیا ہے۔ روسی آپ کے دوست ہیں۔ اور آپ لوگوں کو کمیونزم سے کوئی خطرہ نہیں۔ افغان فوجیوں نے بتایا کہ ہمیں دورانِ تربیت نہایت ناقص غذا دی جاتی تھی۔ اور افغانستان کی فوج میں سپاہیوں کی اکثریت موجودہ حالات سے تنگ ہے۔ اور سپاہی ہر وقت فرار ہونے کے لیے موقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔ جہاد افغانستان کے بارے میں انہوں نے کہا کہ مجاہدین کی قوت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ انہوں نے کہا کہ ملک کا بیشتر دیہی علاقہ مجاہدین کے قبضہ میں ہے۔ اور تمام معاملات کا کنٹرول بھی وہ خود چلا رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ہمارے خاندان زیادہ تر افغانستان ہی میں ہیں اور ہم یہاں پر اپنے چند رشتہ داروں سے ملاقات کرنے کے بعد جہاد کے لیے واپس افغانستان لوٹ جائیں گے۔

پکتیا میں ۱۰۰ روسی کابلی فوجی ہلاک، ۵ ٹینک تباہ کر دیئے گئے

محاذِ جنگ سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق ۲۱ نومبر کو صوبہ پکتیا کے سرحدی علاقے میں جمعیت اسلامی افغانستان سے منسلک حضرت بلال رح فرنٹ کے غیور مجاہدین اور روسی کابل فوجیوں کے درمیان شدید لڑائی ہوئی۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ جھڑپ صبح سات بجے سے ۴ بجے عصر تک جاری رہی جس کے دوران ۱۰۰ سے زائد روسی و کابلی فوجی ہلاک اور ۵ ٹینک تباہ ہو گئے۔

اس جھڑپ کے نتیجے میں ۵ مجاہدین جام شہادت نوش کر گئے جب کہ پندرہ مجاہدین زخمی ہو گئے۔

سیدآباد میں ۶۰ روسی کابلی فوجی ہلاک

آٹھ موٹر گاڑیاں نذرِ آتش کر دی گئیں، پانچ گاڑیوں پر قبضہ،

صوبہ وردگ سب ڈویژن سیدآباد:

صوبہ وردگ سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق صوبہ وردگ سب ڈویژن سیدآباد کے مومن اور حیالے مجاہدوں نے ۲۹ اکتوبر کو دشمن کے ایک فوجی قافلے پر اچانک حملہ کر کے دونوں فریق کے درمیان شدید جھڑپ واقع ہوئی یہ معرکہ تقریباً ۲ گھنٹے تک جاری رہا۔ مجاہدین بڑی مردانگی سے لڑے اور دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا۔

اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے اس جھڑپ کے دوران چار موٹر گاڑیوں اور ایک ٹینکر پر قبضہ کر لیا جب کہ جیپ کو ناکارہ بنا دیا۔ تاہم طیاروں کی مدد سے دشمن کو پہنچائے جانے والے جانی نقصان کا صحیح پتہ نہ لگ سکا۔

ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین کے ایک اور گروپ نے دسیدآباد کے نواح میں دشمن کے ایک اور قافلے پر حملہ کر کے ۶۰ روسی کابلی فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جب کہ ایک فوجی زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ حملے کے دوران دشمن کی آٹھ موٹر گاڑیوں کو بھی نذرِ آتش کر دیا گیا۔

بیت صاف منزل آسان ۔ یہ کٹھن راستہ طے ہو ہی جائے گا۔

روسی طیاروں کی بمباری سے

۶۰ افغان شہید تین گاڑی تباہ مجاہدین کے حملوں میں ۴۶ جارح فوجی ہلاک ، سرحی ٹینک تباہ

لندن ۱۱ر نومبر (اے انسی افغان) کابل سمیت پانچ افغان صوبوں لوگر ۔ جوزجان ۔ کنر اور پروان سے شدید جھڑپوں کی اطلاعات ملی ہیں جبکہ پروان میں روسی طیاروں نے تین دیہات بمباری سے مکمل طور پر تباہ کر دیئے ۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق گذشتہ ایک ہفتے کے دوران جبل السراج کے علاقے میں یہ دوسری بڑی کارروائی ہے ۔ اطلاعات کے مطابق روسی جہاز نے سوویت یونین کی طرف جانے والی شاہراہ سالانگ پر مزدوری کی آمدورفت کو محفوظ بنانے کے لئے کابل کے تین قریبی دیہات شیخ علی ، شنواری ۔ اور ملی خیل کو مکمل طور پر تباہ کرنے کا فیصلہ کیا ۔ چنانچہ یکم نومبر کی صبح روسی طیارے ان دیہات پر ٹوٹ پڑے اور درجنوں بم گرائے بمباری سے مجموعی طور پر ساٹھ سے زائد شہری شہید اور بیسیوں زخمی ہو گئے ۔ روسی حکام کو شبہ تھا کہ مجاہدین ان دیہات میں پناہ لیتے ہیں ۔

بگرام کے ہوائی اڈے پر حملے

چھتیس روسی فوجی ہلاک

متعدد طیارے ناکارہ بنا دیئے گئے

افغانستان میں روسی فضائیہ کے سب سے بڑے مستقر بگرام میں مجاہدین نے کمانڈر مولوی عبدالمنان کی قیادت میں چار اور چھ نومبر کو حملے کئے ہیں ۔ اطلاعات کے مطابق بھاری توپوں سے لیس مجاہدین نے چار نومبر کو روسیوں کی رہائشی بیرکوں پر یلغار کی جس میں تیس روسی فوجی ہلاک ہو گئے ۔ چھ نومبر کی کارروائی میں مجاہدین نے جہازوں کی دیکھ بھال کے شعبے کو نشانہ بنایا جس سے ایک روسی طیارہ تباہ اور متعدد ناکارہ ہو گئے ۔ گولہ باری کے دوران پچیس فوجی ٹرک جل کر راکھ بن گئے ۔ اس کارروائی کی قیادت کمانڈر جگڑن (میجر) حکم خان کر رہے تھے

صوبہ پروان میں گورنر ہاؤس کے افغان فوجی نے اپنے کمانڈر اور دیگر فوجیوں کو گولیوں سے بھون ڈالا صوبائی دارالحکومت چاریکار کے نزدیک حکمران جماعت کے چار عہدیدار ہلاک

لندن ۱۴ر نومبر (اے انسی افغان) کابل کے شمال میں شاہراہ سالانگ پر صوبہ پروان کے دارالحکومت چاریکار میں ایک افغان فوجی معلم عباس نے ہلکی مشین گن سے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی ۔ فائرنگ سے حفاظتی چوکی کا کمانڈر عبدالغفار اور ایک فوجی شیر خان نامی موقع پر ہلاک جبکہ آٹھ دیگر کٹھ پتلی فوجی شدید زخمی ہو گئے ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اسی واقعے کی تفصیلات دیتے ہوئے بتایا ہے کہ افغان فوجی معلم عباس کا چاریکار کے نزدیک آزاد ملاقاتیں میں مجاہدین کے کمانڈر مولوی سید ہاشمی سے رابطہ قائم تھا ۱۳ر نومبر کی صبح معلم عباس نے جو گورنر ہاؤس کی حفاظتی چوکی میں تعینات تھا اسلحہ خانہ کے محافظ کی امداد سے مشین گن حاصل کی اور اپنے کمانڈر کو جا لیا جو دیگر فوجیوں کے ساتھ گورنر ہاؤس روانہ ہونے والا تھا معلم عباس اور اس کے ساتھی اسلحہ خانہ

سے مشین گن کے علاوہ چار کلاشنکوف رائفلیں اور گولہ بارود ایک جیپ میں لاد کر تیزی سے نکل گئے۔ اطلاعات کے مطابق معلم عباس اب مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائیوں میں شریک ہے

تاہم ابھی کہ کمانڈر مولوی مولوی سید باشی کے مجاہدین نے لغمان کے علاقے ۲۷ اکتوبر کو حکمران جماعت کے دفتر پر حملہ کیا جہاں پرچم دھڑے کے چار عہدے دار ہلاک ہو گئے ایک روز قبل انہی مجاہدین کی جمعہ خیل کے مقام گشتی دستے کے ساتھ جھڑپ کے دوران پانچ روسی ہلاک اور تین مجاہد شدید زخمی ہوئے۔

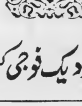

کابل کے نزدیک فوجی کیمپوں پر مجاہدین کی گولہ باری۔ اسلحے کا ذخیرہ تباہ۔ ایک ٹینک اڑا دیا گیا

کابل کے نزدیک کی کمانڈر حاجی دستگیر خان کی سرکردگی میں مجاہدین نے ۲۲ اکتوبر کو گوسفند درہ اور بندامیر خازی کے فوجی کیمپوں پہ میزائلوں سے حملہ کیا جس میں ایک بھاری توپ تباہ اور گولہ بارود کا ذخیرہ نذر آتش ہو گیا۔ اس کارروائی میں جانی نقصان کا اندازہ نہیں ہو سکا

ایک اور اطلاع کے مطابق اسی روز چہار آسیاب کے علاقے میں کمانڈر عبدالحق کے مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگیں پھٹنے سے روسی دستے کا ایک ٹینک تباہ ہو گیا۔

کابل شہر میں روسی سفارت خانے پر دوبارہ حملہ۔ چہار اسیاب میں حفاظتی چوکیاں قائم کرنے کی کوشش ناکام بنا دی گئی

لندن ۳۱ اکتوبر اڑانس افغان) افغان دارالحکومت کابل میں مجاہدین نے اکتوبر کے مہینے دوسری بار روسی سفارت خانے قصر دارالامان اور دیگر سرکاری تنصیبات کو میزائلوں سے نشانہ بنایا ہے ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق ۲۰ اکتوبر کو حزب اسلامی اور جمعیت اسلامی کے علاوہ حزب یونس خالص کے مجاہدین نے کمانڈر مامور عبدالحق اور درویش خان اور بسم اللہ جان کی قیادت میں کابل شہر پر میزائل برسائے جس سے روسی سفارت خانہ اور قصر دارالامان کی عمارت شدید متاثر ہوئی۔ اس کارروائی میں نقصانات کی تفصیل فوری طور پر معلوم نہیں ہو سکی مجاہدین کی حالیہ کارروائی ایسے وقت کی گئی ہے جب کابل شہر مکمل طور روسی فوج کے حوالے ہے اور یہاں پر تیس حفاظتی چوکیاں قائم کی گئی ہیں کابل کے سب ڈویژنل قلعے چہار آسیاب کے نزدیک مجاہدین نے ۲۲ اکتوبر کو حفاظتی چوکیاں قائم کرنے کی کوشش ناکام بنا دی جس میں متعدد کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور دو افغان فوجی اسلحہ مجاہدین کے

کابل کو چھاپہ مار کاروائیوں سے بچانے کیلئے روسی حکام کے اقدامات

لندن ۵ نومبر اڑانس افغان) قابض روسی حکام افغان دارالحکومت کابل کو مجاہدین کے حملوں سے بچانے کی کوششوں میں مصروف ہیں جہاں مجاہدین نے گذشتہ ماہ دوبارہ روسی سفارتخانے صدارتی محل اور اہم فوجی تنصیبات کو نشانہ بنایا تھا ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ روسی اور کٹھ پتلی حکومتوں نے ۵ اکتوبر چکری کے علاقے میں مجاہدین کے مرکز پر بلیغار کی جو کابل میں چھاپہ مار کارروائیوں کے لئے مضبوط ٹھکانہ ہے یہاں پر ایک دن کے لئے مزاحمت کے بعد مجاہدین گولہ بارود کی قلت کے باعث عقب نشینی اختیار کر گئے۔ مجاہدین کی واپسی کے ساتھ روسی طیاروں نے چکری کے علاوہ جگدلک۔ زندہ اور آب زنگان کی دیہی آبادیوں پر شدید بمباری کی تاہم یہاں ہونے والے نقصانات کی فوری تفصیل معلوم نہیں ہو سکی ایک اور اطلاع کے مطابق روسی دستوں نے ۲۸ اکتوبر کو تنزیلن کے مقام پر بھاری توپوں سے گولہ باری کی جس میں تین مجاہد شہید ہو گئے۔

صوبہ کنڑ میں مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائیاں گیارہ حفاظتی چوکیوں پر حملہ ایک پر قبضہ کر لیا گیا

افغانستان کی مشرقی وادی کنڑ سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق حزب اسلامی جمعیت اسلامی اتحاد اسلامی برائے آزادی افغانستان اور حزب اسلامی یونس خالص کے مجاہدین نے ۱۷ اکتوبر کو وادی کے صدر مقام اسد آباد اور نارنگ کے درمیان گیارہ فوجی چوکیوں کو بیک وقت نشانہ بنایا۔ ان حملوں میں بھاری جانی نقصان کے علاوہ متعدد فوجی تنصیبات اور مورچے بھی تباہ ہو گئے۔ جہاں ایک روسی ہیلی کاپٹر بھی تباہ ہو گیا دو روسی اور تین افغان فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ کابل منتقل

کرنے میں مصروف رہا۔ معلوم ہوا ہے کہ مجاہدین نے ۱۱ اکتوبر کو کمانڈر عباس خان اور قاری فضل ربی کی قیادت میں شدید لڑائی کے بعد ناوہ کی فوجی چوکی پر قبضہ کر لیا۔ یہاں پر حال ہی میں تازہ دم فوجی دستہ تعینات کیا گیا تھا جسے بھاری نقصان اٹھانا پڑا جبکہ اس معرکے میں چار مجاہد شہید ہو گئے۔

اطلاعات کے مطابق ۱۷ اکتوبر کو گنجگل کے علاقے حفاظتی چوکی پر یلغار کرنے کے ساتھ ساتھ سرکاری قصبے کے نزدیک جگ ڈنڈ کے فوجی کیمپ پر راکٹوں سے حملے کئے گئے جس کے نتیجے میں ہونے والے نقصان کی تفصیلات کا انتظار ہے

صوبہ کنر میں کٹھ پتلی انتظامیہ کے ڈیڑھ سو اہلکار مجاہدین سے آملے انتقامی ردعمل

کے نتیجے روسی طیاروں کی بمباری سے بیس نہتے شہری شہید

لندن یکم نومبر (اے ایف پی) افغانستان کی وادی کنر میں مسلسل چھاپہ مار کارروائیوں کے نتیجے کٹھ پتلی انتظامیہ کے اہل کار صوبائی صدر مقام اسد آباد چھوڑ کر مجاہدین سے آملے ہیں۔ ایسوسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ اکتوبر کے تیسرے ہفتے مجاہدین نے سرکانی۔ نو آباد اور مروڑ کے سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹروں پر میزائلوں اور راکٹوں سے حملے کئے۔ ان کارروائیوں میں جانی نقصان کے علاوہ سرکانی دفاتر کی عمارات بھی کاڈھیر بن گئیں جہاں سے کٹھ پتلی انتظامیہ کے اہل کار فرار ہو کر صوبائی ہیڈ کوارٹر اسد آباد میں جمع ہو گئے تھے اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۲۶ اکتوبر کو صوبہ لوگر کے ضلع تیلی افغان دستوں کی ہیلی کاپٹروں کے ذریعے کمک بھیجی جس کے دوران شدید گولہ باری سے روسی اور کٹھ پتلی دستے مزاحمت نہ کر سکے اگلے روز مختلف عہدوں کے ڈیڑھ سو سے زائد سرکاری اہلکاروں نے مجاہدین کے مراکز میں پہنچ کر تحریک مزاحمت میں شامل ہونے کا اعلان کر دیا۔ معلوم ہوا ہے کہ اسد آباد میں فوجی دستوں کی ہنرمیت کے بعد روسی طیاروں نے گنجگل، ناوہ، اور بالا بعد کی دیہی آبادیوں پر بمباری کی جس کی زد میں آکر بیس نہتے شہری اور حزب اسلامی کا ایک مجاہد محمد ناصر شہید ہو گیا۔

مجاہدین نے دو ٹینک اور ایک گاڑی کو تباہ کر دیا

مشرقی صوبے کنر میں ۲۱ اکتوبر کو مجاہدین نے جلال آباد سے کنر کو جانے والی سڑک پر رکاوٹیں کھڑی کر دیں انہوں نے روسیوں اور کٹھ پتلی افغان دستوں کے دو ٹینک اور ایک گاڑی کو تباہ کر دیا۔ جبکہ دو روسی بھی ہلاک ہو گئے۔

صوبہ لوگر اور وردک میں شدید جھڑپیں

چالیس روسی و کٹھ پتلی فوجی ہلاک۔ تین

ٹینک سات بکتر بند گاڑیاں اور چار ٹرک

تباہ۔ چودہ مجاہد شہید ہو گئے

کابل کے جنوب لوگر اور وردک کے صوبوں میں مجاہدین اور روسی و کٹھ پتلی دستوں کے درمیان خونریز جھڑپوں کی اطلاعات ملی ہیں۔ صوبہ لوگر میں مجاہدین نے کابل سے گھومتے جانے والے دستوں کو تین دن روکے رکھا جس کے دوران تین ٹینک سات بکتر بند گاڑیاں اور چار فوجی ٹرک تباہ ہوئے جبکہ تیس سے زائد روسی و کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے۔

۱۵ اکتوبر کو کابل سے ایک ہزار فوجیوں پر مشتمل یہ قافلہ دو دن تک کوتل اباڈک اور کوتل پاپوش میں روسی فضائیہ کی حفاظت کے باوجود مجاہدین کے حملوں کا نشانہ بنا۔ ادھر ۱۹ اکتوبر کو دشت شکار قلعہ کے علاقے میں فوجی دستوں نے پکیتیا جانے والے مجاہدین پر حملہ کیا جس میں نو مجاہد شہید اور چوبیس زخمی ہو گئے

مجاہدین اور فوجی دستے کے درمیان تصادم

دریں اثنا روادی لوگر سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق کلینگار کے علاقے میں شش قلعہ کے مقام ۲۷ اکتوبر کو مجاہدین اور فوجی دستے کے تصادم میں چار کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے۔ مجاہدین نے ہلاک ہونے والے فوجیوں کی کلاشنکوف رائفلوں کے علاوہ ایک وائرلیس سیٹ پر قبضہ کر لیا ایک اور اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ حزب اسلامی کے مجاہدین نے ۲۹ اکتوبر کی رات وادی لوگر کے صدر مقام اور اہم قصبوں کو نشانہ بنایا تاہم اس سلسلے میں تفصیلات کا انتظار ہے۔

مجاہدین نے روسی چوکیوں پر حملے کئے

ادھر ۲۰ اکتوبر کو صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم کے قریب کمانڈر محمد طاہر شیرزاد کی قیادت میں مجاہدین نے سبزک، سید جمیب، کلینگار اور غازی کی روسی چوکیوں پر حملے کئے۔ ان حملوں میں ۲۳ سوویت اور افغان فوجی ہلاک کر دیئے گئے۔ جبکہ کلینگار میں دو مارٹر توپوں کا ایک مورچہ بھی تباہ کر دیا گیا۔ کلینگار میں فوجی خدمات میں مصروف تین روسی عورتیں بھی ہلاک ہو گئیں

۲۹ اکتوبر کو مجاہدین نے پل عالم میں ایک خالی سکول میں بنائی گئی فوجی چوکی پر حملہ کرکے روسی افسروں سمیت آٹھ فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔

گشتی فوجی دستے پر حملہ

وادی لوگر سے ملنے والی ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے ۳۰ نومبر کو کمانڈر محمد طاہر شیرزاد کی سربراہی میں گشتی فوجی دستے کا ایک ٹینک اور دو جیپیں تباہ کر دیں۔

گولہ باری سات فوجی ہلاک متعدد زخمی

جبہ نجات ملی کے ذرائع کے مطابق کابل جلال آباد شاہراہ پر سروبی بند کے علاقے میں کمانڈر محمد حسین کی قیادت میں مجاہدین نے دو رجیل اور دانگی کی فوجی چوکیوں پر مارٹر توپوں سے حملہ کرکے سات افغان فوجی ہلاک اور متعدد زخمی کر دیئے۔

کابل انتظامیہ کے اہم عہدیدار اور وزیر داخلہ کا برادر نسبتی ملک سکندر ہلاک

غداری کرنے والے کمانڈر کو مجاہدین نے موت کے گھاٹ اتار دیا

کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کے وزیر داخلہ سید محمد گلاب زوئی کے برادر نسبتی ملک سکندر روسیوں سے ملنے والے کمانڈر کپتان رحمت اللہ اور اس کے انتالیس ساتھیوں کو مجاہدین نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق دارالحکومت کابل سے متصل شکردرہ سب ڈویژن میں مجاہدین کے کمانڈر کپتان (دقرون) رحمت اللہ نے تحریک مزاحمت سے غداری کرکے روسیوں کی اطاعت قبول کر لی تھی جسے روسی حکام نے نام نہاد ملیشیا فورس میں شامل کرکے مجاہدین کے خلاف کارروائیوں میں اپنا مشیر بنا لیا تھا۔ مجاہدین نے جو اس غدار کی تاک میں تھے ۲۶ اکتوبر کی صبح رحمت اللہ اور اس کے انتالیس ساتھیوں کو اس وقت ہلاک کر دیا جب وہ شکر درہ کے دورے پر تھا رحمت اللہ کو ملیشیا فورس کا عمومی کمانڈر، سرکاری تنظیم جبہ ملی پدر وطن کا صوبائی صدر اور خفیہ ایجنسی "خاد" کا اعلیٰ افسر مقرر کیا گیا تھا۔ حزب اسلامی کے مجاہدین نے اس کارروائی میں شکر درہ کے نواح میں تین حفاظتی چوکیوں پر بھی قبضہ کر لیا جہاں سے بھاری مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود ان کے ہاتھ آیا۔

زابل میں روسی فوج کا مجاہدین کے مرکز پر حملہ؛ خونریز جھڑپ

میں بارہ روسی فوجی ہلاک دو مجاہد شہید ہو گئے

لندن ۷ رنومبر (اڈانس افغان) افغان دارالحکومت کابل سے ۳۶۸ کلومیٹر جنوب میں صوبہ زابل کے صدر مقام قلات غلیزئی کے نزدیک روسی دستوں اور مجاہدین کے درمیان شدید لڑائی کی اطلاعات ملی ہیں۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں پر سوار روسی دستوں نے ۲۷ اکتوبر کو مجاہدین کے حضرت امیر حزب فرنٹ پر حملہ کیا اس کارروائی کے بارے میں پہلے سے باخبر مجاہدین نے راستے میں گھات لگا کر روسی دستے کا سامنا کیا۔ اور راکٹوں کے مسلسل فائر سے ایک ٹینک اور دو بکتر بند گاڑیاں تباہ کر دیں تباہ شدہ ٹینک اور بکتر بند گاڑیوں کا عملہ موقع پر ہلاک ہو گیا جبکہ دو مجاہد جوابی فائرنگ سے شہید اور سات زخمی ہوئے۔

صوبہ زابل اور غزنی میں مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائیاں اٹھارہ روسی وکٹھ فوجی ہلاک ۔ ایک ٹینک تین بھاری گاڑیاں تباہ ہو گئیں

افغانستان کے صوبوں زابل اور غزنی میں چھاپہ مار کارروائیوں کے نتیجے میں اٹھارہ روسی وکٹھ پتلی فوجی ہلاک اور ایک ٹینک کے ساتھ تین بھاری گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے غزنی سے ۱۳۰ کلومیٹر جنوب کی طرف گیلان قصبے میں فوجی چوکیوں پر دستی بموں اور راکٹوں سے یلغار کی جس سے ایک ٹینک اور ایک فوجی ٹرک تباہ ہو گیا اس کارروائی میں تقریباً دس روسی وکٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوئے تاہم مجاہدین جانی نقصان سے محفوظ رہے ادھر صوبہ زابل کے سب ڈویژنل قصبے علاک کے نزدیک گھات لگائے۔ مجاہدین ۱۷ اکتوبر کو ایک فوجی قافلے پر ٹوٹ پڑے جسے راکٹوں کے فائر سے دو گاڑیوں سے محروم ہونا پڑا۔ ان گاڑیوں میں سوار آٹھ روسی اور وکٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے جبکہ فوجی قافلہ اچانک حملے کی تاب نہ لاتے ہوئے قندھار کی سمت

بھاگ نکلا۔

صوبہ ہلمند میں ایک فوجی چوکی تباہ کردی گئی: نو روسی فوجی ہلاک

چھ گرفتار تیس مجاہدین سے آملے

افغانستان کے جنوبی صوبے ہلمند میں مجاہدین نے ۱۸ اکتوبر کو قندھار ہرات شاہراہ پر گرشک قصبے کی ایک حفاظتی چوکی کو تباہ کردی معلوم ہوا ہے کہ مجاہدین نے افغان فوجیوں کے ساتھ منصوبے کے مطابق حفاظتی چوکی پر حملہ کیا جہاں تیس افغان فوجیوں نے مجاہدین کے ساتھ روسی دستے پر فائرنگ بند کردی۔ مختصر جھڑپ کے دوران نو روسی فوجی ہلاک اور چھ گرفتار کر لئے گئے مجاہدین نے حفاظتی چوکی سے اڑتالیس کلاشن کوف رائفلیں اور گولہ بارود سمیت کرچی کی عمارت ملبے کا ڈھیر بنادی اور افغان فوجیوں کے ہمراہ آزاد علاقے کی طرف نکل گئے دو روز قبل مجاہدین نے اسی علاقے میں مجاہدین نے راکٹ برساکر گشتی فوجی دستے کا ایک ٹینک تباہ کردیا جس کا عملہ موقع پر ہلاک ہوگیا۔

خونریز معرکے میں ایک سو سے زیادہ روسی، کٹھ پتلی فوجی ہلاک

مجاہدین کے حامیوں نے حملے کی قبل از وقت اطلاع فراہم کردی تھی

لندن ۱۲ نومبر (اڑانس افغان) صوبہ ہلمند میں تازہ سخت قلعہ بست کے قریب مجاہدین نے روسی کٹھ پتلی دستوں کے ایک بڑے قافلے پر حملہ کر کے ایک سو سے زائد روسی فوجی ہلاک اور گیارہ ٹینک۔ بکتر بند گاڑیاں اور دو آئل ٹینکر تباہ کردیئے ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق صوبہ ہلمند میں موجودہ سال کا یہ سب سے بڑا معرکہ ۲۸ اکتوبر کو محمود غزنوی کے سرمائی دارالحکومت بست کے نواح میں ہوا دو سو سے زائد ٹینکوں۔ بکتر بند گاڑیوں ٹرکوں اور آئل ٹینکروں پر مشتمل ایک فوجی قافلہ لشکر گاہ سے قندھار جارہا تھا کہ پیشگی اطلاع پاکر مجاہدین گھات لگا کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے راکٹوں سے قافلے پر حملہ کیا اور پیادہ ہی جہادی مختصر سی جنگ کے بعد فوجی قافلہ پسپا ہو کر لشکر گاہ واپس چلا گیا اس دلیرانہ معرکے میں دس مجاہد شہید اور تیرہ زخمی ہوئے اسی روز ایک دوسرے واقعہ میں حریت پسندوں نے افغان فوج میں موجود اپنے حامیوں کی مدد سے ایک حملے کو پسپا اور سات کٹھ پتلی فوجیوں کو ہلاک کردیا

بدخشاں میں گھمسان کی جنگ

فیض آباد کا ئی وی ہوسٹر تباہ

طرفین کے ۳۰۰ افراد ہلاک و زخمی

لندن ۱۳ نومبر (اڑانس افغان) روس چین اور پاکستان کی سرحد پر واقع افغان صوبے بدخشان کے صدر مقام فیض آباد کے نواح میں شدید جنگ ہو رہی ہے جہاں کمانڈر عبدالبصیر خالد کی سرکردگی میں افغان مجاہدین نے فیض آباد کا ٹیلی ویژن ٹاور تباہ کردیا ہے۔ چھ نومبر کی آخری اطلاعات کے مطابق نو روز سے جاری ہیں معرکے میں اب تک ڈیڑھ سے زائد روسی و کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور سات مجاہد شہید ہوئے ہیں۔ ایک روسی ہیلی کاپٹر نواحی علاقے بفتال میں طیارہ شکن توپ کا نشانہ بن گیا جبکہ دو افسروں سمیت بائیس کٹھ پتلی فوجیوں نے ہتھیار ڈال دیئے روسی اور کٹھ پتلی دستوں کی اندھا دھند گولہ باری اور ہوائی حملوں سے یفتال (YAFTAL) کے علاقے میں دس دیہات ملبے کا ڈھیر بن گئے جس میں سو سے زائد بہتے افغان شہری شہید اور زخمی ہوئے۔ کمانڈر خالد بدخشاں میں جمعیت اسلامی کے عمومی کمانڈر ہیں جن کی کمان میں چار ہزار مجاہدین برسرپیکار ہیں

راکٹوں سے مسلح مجاہدین نے روسی فوجی دستوں پر حملہ کیا

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ راکٹوں سے مسلح مجاہدین نے ۱۲ نومبر کو کمانڈر صوفی محمد اسماعیل کی قیادت میں دریائے آمو کے کنارے ارچی قصبے کے نزدیک فوجی دستوں پر یلغار کی جس کا ایک ٹینک راکٹوں کا نشانہ بن گیا۔ تیز رفتار حملے میں متعدد روسی فوجی ہلاک اور دو مجاہد شہید ہو گئے۔ اگلے روز روسی طیاروں نے ارچی سب ڈویژن کے علاقے نہر جدید کی دیہی آبادیوں پر انتقامی بمباری کی اور بعد ازاں زمینی دستوں نے حملہ کیا۔

یہاں پر مجاہدین اور فوجی دستوں کی جھڑپ میں سات روسی فوجی ہلاک اور دو مجاہد شہید ہوئے۔ شدید مزاحمت سے روسی دستے صوبائی ہیڈ کوارٹر طالقان کی سمت فرار ہو گیا۔

قافلۂ شہداء

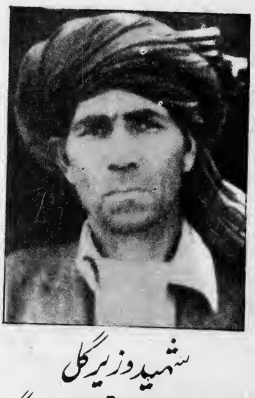

شہید وزیر گل

شہید وزیر گل کا تعلق صوبہ وردگ کے جوئے زریں نامی گاؤں سے تھا۔ ان کے والد کا نام نور محمد تھا۔ شہید وزیر گل آج سے ۵۴ سال قبل صوبہ وردگ کے ایک غریب لیکن متدین اور پرہیزگار گھرانے میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم اپنے ہی علاقے کے ایک مدرسے سے حاصل کی۔ گھریلو اور اقتصادی مشکلات کی بنا پر وہ اچھی تعلیم حاصل نہ کر سکا۔ اس نے اپنے بال بچوں کو حلال روزی کھلانے کے لیے تجارت کا پیشہ اختیار کیا

آخر کار صوبہ وردگ کے سید آباد نامی شہر میں ایک دوکان کھولی۔ جونہی ملک میں کفر والحاد کے بادل چھانے لگے اور دہریت کی فضا ہر طرف پھیلنے لگی تو اس مرد مومن و مرد مجاہد نے اپنی انکھلی کی ہوئی پونجی جو بیس ہزار روپے کے لگ بھگ تھی۔ بندوق اور کارتوس خریدے اور اس حکام الٰہی کی اس آیت مبارکہ کے مطابق:

ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم.... ایک مقدس تجارت کا آغاز کیا۔ شہید وزیر گل ایک نڈر۔ بے باک اور دلیر محب وطن مجاہد تھا۔ جونہی علاقے میں دشمن کی آمد کی خبر اسے ملتی تو وہ سب سے پہلے مقابلے کے لیے اپنے مورچے میں پوزیشن سنبھال لیتا۔

۱۹۸۲ء کے رمضان المبارک کے مہینے میں شہید وزیر گل نے اپنے بھائی صالح محمد کے ساتھ دشمن کے ایک توپی حملے کا مقابلہ کیا۔ جس میں اس نے دشمن کے درجنوں روسی فوجی موت کے گھاٹ اتار دیئے اور غازی کا لقب حاصل کیا۔ اس جنگ کے دوران دشمن کے دو ہیلی کاپٹر اپنے مردہ فوجیوں کے جسم کو اٹھانے کے لیے زمین پر پڑے۔ اس مرد مومن کے پاس گولیاں ختم ہو چکی تھیں۔ وہ خالی ہاتھ اللہ اکبر کہہ کر دشمن پر کود پڑا۔ لیکن اس کا وقت پورا ہو چکا تھا۔ دشمن کی ایک گرم گولی نے اس کے ٹھنڈے سینے کو چھلنی کر دیا اور عرفہ کے دن یہ مجاہد اپنے دین و اسلام پر قربان ہو گیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون ؕ

شہید نبی احمد

جناب مولان کے فرزند محمد نبی ۱۹۵۷ء میں صوبہ خاریاب کے موقانی نامی گاؤں کے ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے جب افغانستان میں کفر و الحاد کی فضا پھیلی اور مسلمان عوام پر ظلم و تشدد کا آغاز ہوا تو انہوں نے دنیوی کاموں کو چھوڑ کر جہاد کو ترجیح دی۔ انہوں نے کئی معرکوں میں حصہ لیا اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ آخر کار ۱۱ جولائی ۱۹۸۴ء کے ایک خونین معرکے میں دشمن کے مدمقابل لڑتے ہوئے کام آئے اور شہیدوں کے قافلے میں شامل ہو گئے۔

شہید گنجینہ

آج سے ۲۵ سال قبل جواں سال شہید گنجینہ ولد محمد رحیم صوبہ جوزجان کے ایک غریب مگر متدین اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ایک حاصل کرنے کے بعد وہ گھریلو اور اقتصادی مشکلات کی بنا پر اپنی تعلیم آگے نہ بڑھا سکے جونہی افغانستان میں ردِ سی کمیونسٹ انقلاب رونما ہوا تو انہوں نے کاروبارِ زندگی سے منہ موڑا اور عملی جہاد کا آغاز کیا۔ کئی معرکوں میں شاندار کامیابی حاصل کرکے غازی بنے اور پھر ۲۰ اگست ۱۹۸۴ء کو کون بقال نامی گاؤں کے ایک خونین معرکے میں بے جگری سے لڑتے ہوئے کام آئے اور شہیدوں کے کاروان میں شامل ہوگئے۔

شہید نظر گل

جناب حبیب اللہ کے جواں سال فرزند شہید نظر گل صوبہ بلخ کے "کتہ گوری" نامی گاؤں کے ایک دہیدار۔ وطن دوست گھرانے میں پیدا ہوئے۔ وہ بچپن ہی سے

جہاد اور شہادت کے شیدائی تھے۔ جب افغانستان میں نام نہاد انقلاب ثور آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ان دونوں آرزوؤں کو پورا کر دیا۔

وہ جناب جہاد کے گرم مورچوں میں صف اول کے مجاہد تھے۔ جذبہ شہادت اور شہادت ان کی رگ رگ میں سمایا تھا۔ دشمن کے ساتھ ایک خونین معرکے میں زخمی ہوئے اور علاج کے لیے پاکستان تشریف لے آئے۔ لیکن وہ یہاں اپنے زخموں کی تاب نہ لا سکے اور ۲۲ مئی ۱۹۸۵ء کو اپنی جاں جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

شہید حاضر گل

جناب مجاہد گل محمد خلیل کے جواں سال فرزند شہید حاضر گل ۱۹۶۲ء میں صوبہ پکتیا کے "توتک" نامی گاؤں کے ایک متدین اور محب گل گھرانے میں متولد ہوئے۔ جونہی افغانستان میں حکومت کی باگ ڈور روس نواز افغان خلقی اور پرچمیوں نے سنبھالی تو اس مردِ مومن مردِ حق کے گھر کے سبھی افراد نے جہاد میں شریک ہونے کا عزم کیا۔ کمسن شہید حاضر گل اپنے والد گرامی کے ساتھ جہاد کے گرم مورچوں میں شانہ بشانہ رہتے اور ایک تجربہ کار معاون کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری سنبھالتے رہے۔ جب ان کی عمر بلوغت پر پہنچی تو وہ اپنے دوسرے مجاہد بھائیوں کے ساتھ جہاد کے مورچوں میں بندوق سنبھالے دشمن کا مقابلہ کرتے رہے تمام جنگی آلات سے معلومات حاصل کر چکے تھے۔ راکٹ اور توپ چلانے میں کافی مہارت حاصل کر چکے تھے۔ وہ ایک منجھلے مجاہد بن چکے تھے۔ ۱۹۸۵ء میں انہوں نے شادی کی اور شادی کے مراسم ختم ہوتے ہی انہوں نے پھر اپنے محاذ کا رخ کیا۔

کئی معرکوں میں درجنوں روسی اور کابل انتظامیہ کے فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ آخر کار ۱۷ جنوری ۱۹۸۶ء کو جب وہ خوراک لانے کے لیے موٹر میں سوار شہر کی طرف جا رہے تھے کہ اچانک دشمن کی طرف سے موٹر میں رکھا ہوا بم کا دھماکہ ہوا اور وہ جناب اپنے چار دیگر مجاہد بھائیوں سمیت اللہ کو پیارے ہوگئے۔

شہید صوفی عبدالغفار

شہید صوفی عبدالغفار ولد سعید مراد کا

تعلق صوبہ سمنگان کے سب ڈویژن خلم کے گذر شاز جیم نامی گاؤں سے تھا۔ وہ جناب آج ۲۸ سال پہلے ایک دیندار اور متقی گھرانے میں متولد ہوئے۔ یہ ۱۹۷۶ء کی بات ہے کہ جب وہ آٹھویں کلاس میں طالب علم تھے ان کے ایک کمیونسٹ نواز استاد نے انہیں صرف ایک کٹر مسلمان ہونے کی بنا پر ایک بہانہ تلاش کرکے سالانہ امتحان سے محروم کردیا۔ لیکن وہ مایوس نہیں ہوئے اور اگلے سال پھر اپنی تعلیم کے سلسلہ کا آغاز کیا۔ بارہویں جماعت تک پہلی پوزیشن حاصل کر کے صوبہ بلخ کے زراعتی کالج میں داخل ہو گئے۔ ابھی وہ زیر تعلیم ہی تھے کہ افغانستان میں روسی کمیونسٹ بالشویک انقلاب نے افغان مسلمان عوام پر بے تحاشا مظالم ڈھانے شروع کردیئے۔ انہوں نے جہاد کو حصول تعلیم پر ترجیح دی اور تعلیم ادھوری چھوڑ کر میدان جہاد میں کود پڑے۔ کئی معرکوں میں شایانِ شان کامیابیوں نے ان کے قدم چومے۔ درجنوں روسی اور کابل انتظامیہ کے فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ بھاری تعداد میں گولہ بارود مال غنیمت کے طور پر پکڑا۔ آخر کار ۱۹۸۴ء کے ایک خونین معرکے میں دشمن کے نشانے میں بے جگری سے لڑتے اور داد شجاعت دیتے ہوئے کام آئے اور جام شہادت نوش کرگئے۔

شہید محمد یوسف

شہید محمد یوسف ولد مولوی محمد ابراہیم ۱۹۴۷ء کو صوبہ بلخ کے شہر مسنجی قلندری نامی علاقے کے ایک پرہیزگار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک خوش خلق اور مہمان نواز انسان تھے۔ والدین کی اچھی تربیت کے باعث وہ بچپن ہی سے صوم وصلوٰۃ کے پابند ہو چکے تھے۔ انہیں ان کی اپنی آرزو کے مطابق ۱۹۷۳ء میں ایک فوجی سکول میں داخلہ دلایا گیا۔ ۱۹۷۹ء میں متذکرہ سکول سے فراغت پائی اور انہیں ایک فوجی افسر کی حیثیت سے ملازمت بھی مل گئی۔ چونکہ افغانستان میں کمیونسٹ انقلاب آچکا تھا۔ تو انہوں نے ملازمت کو ٹھکرا دی۔ اور اپنی دینی اور ایمانی ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے میدان جہاد میں اتر آئے۔ ایک طویل عرصے تک دشمن کے لیے قہر سامان بنے رہے۔ شیوہ کی اوبینی حصار نامی محاذوں پر دشمن کا بے جگری سے مقابلہ کرنے کے بعد وہ اپنے آبائی شہر مزار شریف چلے گئے اور وہاں بھی جہاد کا سلسلہ جاری رکھا۔

۱۱ مارچ ۱۹۸۳ء کے ایک خونریز جھڑپ میں وہ دشمن کی ایک بے رحم گولی کا نشانہ بنے اور شہادت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوگئے۔

شہید ضابط عبدالرحیم

آج سے تقریباً ۲۶ سال پہلے شہید عبدالرحیم ولد اسمٰعیل خان صوبہ بلخ کے عزیز آباد نامی علاقے کے ایک متقی، پرہیزگار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ شہادت کی آرزو انہیں بچپن ہی سے ستایا کرتی تھی جو اللہ تعالیٰ نے عالم جوانی میں اس آرزو کو پورا کردیا۔

باختر نامی ہائی سکول سے آٹھویں جماعت پاس کرنے کے بعد وہ اپنے شوق و ذوق کے مطابق کابل کے ایک فوجی کالج میں شامل ہوگئے وہ ابھی تحصیل علم میں سرگرم عمل تھے کہ افغانستان کی فضا پر کفر والحاد کے کالے بادل امنڈ آئے اور ہر طرف کفر والحاد کی تاریکیاں پھیلنے لگی۔

انہوں نے جہاد کا عزم کیا تعلیم ادھوری چھوڑی اور میدان جہاد میں کود پڑے ایک طویل مدت تک دشمن سے نبرد آزما ہوتے ہوئے ان کے لیے قہر سامان بنے رہے۔ آخر کار ۱۹۸۱ء میں ایک بار پاکستان آئے اور ۱۹۸۲ء میں واپس جہاد کے لیے روانہ ہوگئے۔ کئی محاذوں پر شاندار کامیابیوں نے ان کے قدم چومے۔ آخر کار ۱۹۸۲ء کو صوبہ تخار کے کلفگان نامی علاقے کے ایک خونین معرکے میں دشمن سے نبرد آزما ہوتے ہوئے کام آئے اور شہدا حق کے قافلے میں شامل ہوگئے۔

شہید نور محمد

یتیم مگر ہیلوان شہید نور محمد کے والد گرامی کا نام ہاشی نظر تھا۔ وہ جناب ایک غریب مگر اسلام دوست گھرانے میں پیدا ہوئے۔ مالی مشکلات کی بناء پر ان کے لیے تعلیم حاصل کرنا ناممکن ہو چکا تھا جو بچپن

اداریہ

ہم وہاں اسلامی انقلاب لانا چاہتے ہیں

روسی کمیونسٹ حکمرانوں نے افغان کٹھ پتلی انتظامیہ میں ایک اور تبدیلی لائی ہے۔ انہوں نے اپنے حلقہ بگوش غلام ببرک کارمل سے ناراض ہو کر اسے تدریجی طور پر پہلے پارٹی اور پھر حکومت کے عہدوں سے ہٹا دیا اور اس کی جگہ پارٹی سطح پر پہلے ڈاکٹر نجیب کو اور اب حکومتی سطح پر ایک اور محمد دھریہ چہرے حاجی محمد چمکنی کو صدر کی حیثیت سے اقتدار کی کرسی پر لا بٹھایا ہے۔

موصولہ اطلاعات کے مطابق جونہی حاجی محمد "چمکنی" کا تقرر عمل میں آیا تو اس کے فوراً بعد روسی سفیر نے اس سے ملاقات کی اور کریملن کی جانب سے انہیں مبارک باد کا پیغام پہنچایا۔ حاجی محمد چمکنی نے بھی اپنی غلامانہ مراسم بجا لاتے اور اس موقع پر حسب توقع اس امید کا اظہار کیا کہ روس افغانستان کی فوجی اور اقتصادی میدانوں میں جو مدد کر رہا ہے وہ جاری رکھے گا۔

روسی لابی کے مطابق حاجی محمد چمکنی ایک غیر جانبدار شخصیت ہے اور حکمران پارٹی کے خلق یا پرچم کسی دھڑے سے منسلک نہیں۔

اس پروپیگنڈے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گویا حاجی محمد روس نواز نہیں اور نہ کمیونسٹ نظریات کا پیروکار ہے۔

یہ بات سراسر غلط اور من گھڑت ہے۔ کیوں کہ ہم حاجی محمد چمکنی کو خوب جانتے ہیں کہ وہ کون ہے؟ اور کیا ہے؟ وہ ظاہر شاہ کے دور میں پارلیمنٹ کا رکن بنا۔ داؤد کے دور میں کنڑ صوبے کا گورنر رہا۔

ببرک کارمل کے دور میں مومن اور غیور مجاہدین کے خلاف باثر افراد اکٹھا کرنے کے لئے اس نے دو سال قبل ایک جرگہ تشکیل دینے کا منصوبہ بنایا۔ جسے ببرک کارمل نے عملی جامہ پہنایا اور اس جرگے کا نام "جبہہ ملی پدر وطن" رکھا گیا۔ جس کی کامیابی میں چمکنی نے اہم کردار ادا کیا۔

قارئین کرام خود فیصلہ کرے کہ ایسے مجاہد دشمن، اسلام دشمن اور وطن دشمن عناصر غیر جانبدار کیسے رہے اور کیسے کمیونسٹ پارٹی سے غیر منسلک ہو سکتے ہیں۔ اس کی اسلام دشمنی تو واضح ہے

وہ دستار پہنا کر کس طرح ہماری آنکھوں میں دھول جھونک سکتا ہے۔ روس چاہتا ہے کہ کٹھ پتلی کابل انتظامیہ میں یہ تبدیلی لانے سے مجاہدین کو دھوکہ دے۔ لیکن مسلمان اور غیور مجاہد قوم دشمن کی ان چالوں کو خوب جانتے ہیں اور ان سے کبھی دھوکہ نہیں کھائیں گے۔

ہم افغانستان میں چہروں کی تبدیلی نہیں چاہتے ہم وہاں نظام کی تبدیلی چاہتے ہیں، ہم حکومت کی تبدیلی چاہتے ہیں ہم اپنے اسلامی سرزمین پر اسلامی نظام حکومت کا قیام چاہتے ہیں، وہاں اللہ تعالیٰ کے قوانین نافذ کرنا چاہتے ہیں

ہم نے تحریک مزاحمت کے آٹھ سالوں کے دوران بارہ لاکھ جانوں کی قربانی دی ہے یہ قربانیاں اس لئے نہیں دی گئی ہیں کہ افغانستان کے مسند اقتدار پر ایک دہریہ کمیونسٹ اور غیروں کے غلام کو بٹھا دے۔ اور ملک میں کھلے عام روسی کمیونسٹ کا پرچار ہو اور نظام حکومت و نظام ریاست کمیونسٹ نظریات پر مبنی ہو۔

بلکہ ہم نے افغانستان کی اسلامی سرزمین پر اسلامی جھنڈا لہرانے، وہاں اسلامی حکومت قائم کرنے اور اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرنے اور اپنے ملک سے جارح روسی فوج نکال باہر کرنے کے لئے یہ قربانیاں دی ہیں اور ہم نے تہیہ کر رکھا ہے۔ کہ ہم آخری آدمی اور خون کے آخری قطرے تک اپنے اس مشن کو جاری رکھیں گے۔

افغانستان میں روسی کمیونسٹ انقلاب رونما ہوا تو انہوں نے کاروبارِ زندگی سے منہ موڑا اور مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا۔ جہاد کے دوران وہ بیمار ہوگئے اور علاج معالجے کی غرض سے انہوں نے پاکستان کا رخ کیا۔ مگر تری منگی نامی سرحدی علاقے میں ایک اسلام دشمن عنصر نے آپ پر حملہ کرکے آپ کو شہید کر ڈالا۔

نقیبہ انٹرویو .....

ہمارے وہ مہاجر بھائی، جن جو روسیوں کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر اپنا گھر بار چھوڑ کر دیارِ غیر میں زندگی گزار رہے ہیں اُن لوگوں سے میری یہی آرزو ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھولیں۔

عالمِ اسلام کے مسلمان بھائیوں سے میری یہ خواہش ہے کہ ہمارا جہاد حق و باطل کا معرکہ ہے۔ یہ جہاد آپ پر بھی فرض ہے۔ آپ بھی اس جہاد میں

نقیبہ: حضرت ابوبکرؓ...

زندگی میں بار بار سابقہ پڑتا رہتا ہے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد عرب میں دو بڑے فتنوں نے جنم لیا۔ پہلا یہ کہ جھوٹے نبی سامنے آئے اور ناواقف لوگوں کو گمراہ کرنے لگے۔ دوسرا فتنہ یہ تھا کہ بعض لوگوں نے جو دل سے اسلام کے قائل نہ ہوئے تھے اور منافق تھے یہ اعلان کیا کہ وہ حکومت کو زکوٰۃ نہ دیں گے۔ یہ موقع بڑا نازک تھا۔ حضور نبی کریمؐ کے وصال سے مسلمانوں پر رنج و الم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے اور سارے مسلمان حسرت و یاس کی زندہ تصویریں بنے ہوئے تھے بعض لوگوں نے یہ مشورہ بھی دیا کہ اس موقع پر زکوٰۃ کی وصولی کے لئے سختی نہ کی جائے۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ مشورہ رد کر دیا اور فرمایا کہ زکوٰۃ کی وصولی کسی بھی طرح نہ تو مسترد کی جا سکتی ہے اور نہ ملتوی۔ آپؓ نے ان قبیلوں کی طرف فوجی دستے روانہ کر دیئے جنہوں نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا تھا۔ چودہ سو سال کے سارے نئے پرانے تاریخ لکھنے والوں نے تسلیم کیا کہ اس نازک موقع پر حضرت صدیقؓ کے اِن سخت اقدامات نے اسلام کی سربلندی اور سرفرازی کے سلسلے میں بنیادی کردار ادا کیا تھا۔ اس موقع کی سختی آئندہ کئی سازشوں اور بغاوتوں کے قلع قمع کا سبب بنی اور دونوں فتنے مٹا دیئے گئے۔

اس زمانہ میں آج کی دو بڑی طاقتوں امریکہ اور روس کی طرح دو بڑی سلطنتیں روم اور ایران تھیں۔ شمال میں مشرقی رومی سلطنت کا مرکز قسطنطنیہ تھا اور مشرق میں ایران کی ساسانی سلطنت تھی وہ کئی عرب قبیلے جو ان سلطنتوں کے ماتحت تھے دینِ اسلام کی طرف مائل ہونے لگے اور لوگ اسلام قبول کرنے لگے تو ہر دو سلطنتوں کے کارکنوں نے اسلام سے دلچسپی لینے والے لوگوں کو دبانے کی کوشش کی۔

حصہ لے کر اپنی دینی ذمہ داری پوری کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں۔

آخر میں، میں جمعیت اسلامی افغانستان کی کلچرل کمیٹی کے سبھی کارکنوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے مجھے موقعہ دیا کہ میں اپنے جہادی مشن کے بارے میں کچھ عرض کروں۔ شکریہ

نقیبہ: اچھا جی بنیادی...

نہیں رکھی بلکہ رضائے خداوندی کو قدرِ مشترک گردانا تاکہ ذہنِ انسانی خود غرضیوں کے ناسور سے پاک رہے اور حکم دیا کہ تعاونوا علی البر والتقویٰ وَ لا تعاونوا علی الاثم والعدوان ط تعاون یقیناً ضروری ہے۔ انسان فطرتاً ایک دوسرے کا تعاون چاہتا ہے۔ لیکن اس تعاون کی بنیاد بھی تقویٰ اور خدا پرستی اور پرہیزگاری سے ہونا چاہیئے اثم و گناہ اور بے اعتدالی و بے راہ روی میں ہم وطن اور ہم قوم تو کجا اپنے ماں باپ اور اپنے بیٹے کیساتھ بھی تعاون نہیں کیا جاسکتا افرادِ انسانی کا اجتماع نہ نسل ہو سکتی ہے اور نہ وطن و رنگ اور نہ زبان، نیکوکار اور بدکار کی دوستی نہیں اور ظالم اور عادل کا باہم جوڑ نہیں اچھے اور برے کا باہمی تعلق نہیں ہونا چاہیئے۔

اس طرح اسلام نے یقین و عقائد اور ذہن و دماغ کی یگانگت کو اجتماعِ انسانی کی بنیاد قرار دیا اور بتایا کہ انسانوں کی صرف دو ہی قسمیں ہو سکتی ہیں، ایک وہ جن کے عقائد و اعمال کی بنیاد نیکی اور تقویٰ پر ہو۔ ایسے انسانوں سے تعاون بھی کرنا چاہیئے اور ان کے ساتھ مل جل کر اجتماع کی تعمیر بھی ممکن ہے اور دوسری قسم وہ جن کے اعمال و عقائد کی بنیاد اثم و عدوان پر ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے ان دونوں قسموں کے انسان ایک ہی وطن میں رہتے ہوں، ایک ہی نسل کے ہوں، ایک ہی زبان بولتے ہوں اور ایک ہی رنگ کے ہوں۔ لیکن ان کے درمیان تعاون عمل کو خدا نے جائز نہیں رکھا ہے کیونکہ مقصدِ عمل میں شدید اختلاف کے بعد عمل میں تعاون بے نتیجہ اور مضر رسان ہو جاتا ہے

ہمارا نعرہ

- اللہ کی رضا، ہمارا مقصد
- حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)، ہمارے رہبر
- قرآن ہمارا قانون
- جہاد فی سبیل اللہ ہمارا راستہ
- اللہ کی راہ میں شہادت ہماری بہترین تمنّا ہے

ہمارا نصب العین

اگر ہم جہاد کر رہے ہیں یا رُوسی سامراج کی یلغار
اور ظُلم کے واسطے ہجرت پر مجبُور ہو کر پریشانی اور
غُربت کی حالت میں اپنے وطن کو چھوڑنا پڑا ہے اور
ہر طرح کی مصیبتیں اٹھا رہے ہیں تو یہ سب عظیم نصب العین
کیلئے ہے اور وہ ہے افغانستان میں خلافتِ
اسلامی کا احیاء

فرمانِ الٰہی

اللہ کی راہ میں جنگ

ترجمہ:-

تمہارے لئے اُن دو گروہوں میں ایک نشانِ عبرت تھا جو (بدر میں) ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے۔ ایک گروہ اللہ کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا گروہ کافر تھا۔ دیکھنے والے بچشم سر دیکھ رہے تھے کہ کافر گروہ مومن گروہ سے دو چند ہے، مگر (نتیجے نے ثابت کر دیا کہ) اللہ اپنی فتح و نصرت سے جس کو چاہتا ہے، مدد دیتا ہے، دیدۂ بینا رکھنے والوں کے لئے اس میں بڑا سبق پوشیدہ ہے۔

تشریح:

اگرچہ حقیقی فرق سہ چند تھا لیکن سرسری نگاہ سے دیکھنے والا بھی یہ محسوس کئے بغیر تو نہیں رہ سکتا تھا کہ کفار کا لشکر مسلمانوں سے دوگنا ہے۔

جنگِ بدر کا واقعہ اُس وقت قریبی زمانے ہی میں پیش آ چکا تھا اس لئے اس کے مشاہدات و نتائج کی طرف اشارہ کر کے لوگوں کو عبرت دلائی گئی ہے، اس جنگ میں تین باتیں نہایت سبق آموز تھیں:

ایک یہ کہ مسلمان اور کفار جس شان سے ایک دوسرے کے بالمقابل آئے تھے اس سے دونوں کا اخلاقی فرق صاف ظاہر ہو رہا تھا۔ ایک طرف کافروں کے لشکر میں شرابوں کے دَور چل رہے تھے۔ ناچنے اور گانے والی لونڈیاں ساتھ آئی تھیں اور خوب دادِ عیش دی جا رہی تھی دوسری طرف مسلمانوں کے لشکر میں پرہیزگاری تھی۔ خدا ترسی تھی، انتہا درجہ کا اخلاقی انضباط تھا۔ نمازیں تھیں اور روزے تھے، بات بات پر خدا کا نام تھا اور خدا ہی کے آگے دعائیں اور التجائیں کی جا رہی تھیں دونوں لشکروں کو دیکھ کر ہر شخص بآسانی معلوم کر سکتا تھا کہ دونوں میں سے کون اللہ کی راہ میں لڑ رہا ہے۔

دوسرے یہ کہ مسلمان اپنی قلتِ تعداد اور بے سروسامانی کے باوجود کفار کی کثیر التعداد اور بہتر اسلحہ رکھنے والی فوج کے مقابلے میں جس طرح کامیاب ہوئے اس سے صاف معلوم ہو گیا تھا کہ ان کو اللہ کی تائید حاصل تھی۔

تیسرے یہ کہ اللہ کی غالب طاقت سے غافل ہو کر جو لوگ اپنے سروسامان اور اپنے حامیوں کی کثرت پر پھولے ہوئے تھے۔ ان کے لئے یہ واقعہ ایک تازیانہ تھا کہ اللہ کس طرح چند مفلس و قلاش غریب الوطن مہاجروں اور مدینے کے کاشتکاروں کی ایک مٹھی بھر جماعت کے ذریعے سے قریش جیسے قبیلے کو شکست دلوا سکتا ہے، جو تمام عرب کا سرتاج تھا۔

ترجمہ:

لوگوں کے لئے مرغوباتِ نفس عورتیں۔ اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں، بڑی خوش آیند بنا دی گئی ہیں۔ مگر یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں۔ حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے، وہ تو اللہ کے پاس ہے۔

کہو: میں تمہیں بتاؤں کہ ان سے زیادہ اچھی چیز کیا ہے؟ جو لوگ تقویٰ کی روش اختیار کریں، اُن کے لئے ان کے رب کے پاس باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہاں انہیں ہمیشگی کی زندگی حاصل ہوگی۔ پاکیزہ بیویاں ان کی رفیق ہوں گی اور اللہ کی رضا سے وہ سرفراز ہوں گے اللہ اپنے بندوں کے رویّے پر گہری نظر رکھتا ہے۔

تشریح:

یعنی اللہ غلط بخش نہیں ہے اور نہ سرسری اور سطحی طور پر فیصلہ کرنے والا ہے۔ وہ بندوں کے اعمال و افعال اور ان کی نیتوں اور ارادوں کو خوب جانتا ہے اسے اچھی طرح معلوم ہے کہ بندوں میں سے کون اُس کے انعام کا مستحق ہے اور کون نہیں ہے۔

فرمانِ نبویؐ

ایمان اور حبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ (رواہ بخاری و مسلم)

ترجمہ:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص (مطلوبہ درجہ کا) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کی نگاہ میں اس کے باپ، اس کے بیٹے اور سارے انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

تشریح:

حضورؐ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ آدمی مومن تب ہی بنتا ہے جب رسولؐ اور ان کے لائے ہوئے دین کی محبت تمام محبتوں پر غالب آجائے۔ بیٹے کی محبت کسی اور راستے پر چلنے کو کہتی ہے، باپ کی محبت کسی اور راستے پر چلانا چاہتی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی دوسرے راستے پر چلنے کا مطالبہ کرتے ہیں تو جب آدمی ساری محبتوں اور ان کے تقاضوں کو ٹھکرا کر صرف حضورؐ کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے کو تیار ہو جائے۔ تو سمجھ لیجئے کہ وہ پکا مومن ہے، محبتِ رسولؐ ایسا ہی آدمی اسلام کو درکار ہے اور ایسے ہی آدمی دنیا کی تاریخ بناتے ہیں۔ سچا ایمان، بیوی بچوں اور باپ اور بھائی کی محبتوں پر تینچی کہاں چلا سکتا ہے۔

محبتِ خدا و رسولؐ کے تقاضے

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ یَوْمًا فَجَعَلَ اَصْحَابُہٗ یَتَمَسَّحُوْنَ بِوَضُوْئِہٖ فَقَالَ لَھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا یَحْمِلُکُمْ عَلٰی ھٰذَا؟ قَالُوْا حُبُّ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُّحِبَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اَوْ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ فَلْیَصْدُقْ حَدِیْثَہٗ اِذَا حَدَّثَ وَلْیُؤَدِّ اَمَانَتَہٗ اِذَا اؤْتُمِنَ وَلْیُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَہٗ

(مشکوٰۃ، عبدالرحمان بن ابی قرادؓ)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی قرادؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ تو آپ کے کچھ اصحاب آپ کے وضو کا پانی لے کر اپنے چہروں پر ملنے لگے تو آپؐ نے پوچھا تمہارے اس کام کا محرک کیا ہے۔ لوگوں نے کہا اللہ اور رسولؐ کی محبت۔ آپ نے فرمایا۔ جن لوگوں کو اس بات کی خوشی ہو کہ وہ اللہ و رسول سے محبت کرتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ جب بات کریں تو سچ بولیں اور جب ان کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اس کو (بہ حفاظت) مالک کے حوالہ کریں اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔

تشریح:

آپؐ کے وضو کا پانی لے کر برکت کے لئے چہروں اور ہاتھ پر ملنا آپ سے محبت کی وجہ سے تھا۔ یہ کوئی بُرا کام نہیں تھا۔ جس پر حضورؐ انہیں ڈانٹتے البتہ آپ نے انہیں بتایا کہ محبت کا اونچا مقام یہ ہے کہ اللہ اور رسول نے جو احکام دیئے ہیں ان پر عمل کیا جائے آپ جو دین لائے ہیں اسے اپنی زندگی کا دین بنایا جائے، رسولؐ کی پیروی رسول کی محبت کا سب سے اونچا مقام ہے۔ بشرطیکہ رسول سے قلبی لگاؤ کے ساتھ کی جائے۔

محبتِ رسولؐ اور آزمائش

جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّکَ قَالَ اُنْظُرْ مَا تَقُوْلُ فَقَالَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ

لَاُحِبُّكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ اِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَاَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا، لَلْفَقْرُ اَسْرَعُ اِلٰى مَنْ يُحِبُّنِيْ مِنَ السَّيْلِ اِلٰى مُنْتَهَاهُ۔

(ترمذی۔ عبداللہ بن مغفل)

ترجمہ: حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور اس نے حضورؐ سے کہا۔ "میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں۔" آپ نے فرمایا "جو تم کہتے ہو اس پر غور کر لو" اس نے تین بار کہا کہ "بخدا میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔" آپؐ نے فرمایا "اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو فقر و فاقہ کا مقابلہ کرنے کے لئے ہتھیار فراہم کر لو۔ جو لوگ مجھ سے محبت کرتے ہیں ان کی طرف فقر و فاقہ سیلاب سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ بڑھتا ہے۔"

تشریح:

کسی سے محبت کرنے اور اسے محبوب بنانے کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ یہی کہ اس کی پسند کو اپنی پسند اور اس کی ناپسندیدگی کو اپنی ناپسندیدگی بنا دیا جائے۔ محبوب جس راستہ پہ چلتا ہے اس راستہ کو اپنی زندگی کا راستہ بنا دیا جائے۔ اس کی قربت و صحبت اور اس کی خوشنودی کی خاطر ہر چیز قربان کی جائے اور قربان کرنے کے لئے تیار رہا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب بنانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا ایک ایک نقش قدم اور ایک ایک نشانِ راہ معلوم کیا جائے اور اس پر چلا جائے۔ آپ نے جس راہ میں چوٹیں کھائی ہیں، اس راہ میں چوٹیں کھانے کا دم داعیہ پیدا کیا جائے، غارِ حرا بھی آپ کی راہ ہے اور بدر و حنین بھی آپ کی راہ ہے،

دین کی راہ پر چلنے کے نتیجہ میں فقر و فاقہ کی مار پڑے گی۔ اور معلوم ہے کہ معاشی مار سب سے بڑی مار ہے اس کا مقابلہ صرف توکل اور محبت الٰہی کے ہتھیار سے کیا جا سکتا ہے، مومن ایسے وقت میں یہ سوچتا ہے کہ اللہ میرا وکیل ہے، میں بے سہارا نہیں ہوں اور یہ کہ میں غلام ہوں۔ غلام کا کام صرف اپنے مالک کی مرضی پوری کرنی ہے اور یہ کہ میں جس کے کام پر لگا ہوا ہوں وہ رحیم و عادل ہے، میری محنت ماری نہیں جا سکتی۔ اس کا اس ڈھنگ پر سوچنا ہر مصیبت کو آسان کر دیتا ہے شیطان کے ہر ہتھیار کو بیکار کر دیتا ہے۔

ایمان کی کسوٹی

عَنْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ

(مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شخص (مطلوبہ درجہ کا) مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کا ارادہ اور اس کے نفس کا میلان میری لائی ہوئی ہدایت کے تابع نہیں ہو جاتا۔

تشریح:

مطلب یہ کہ رسول پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی اپنی خواہش اپنے ارادہ اور اپنے قلبی رجحانات کو رسول کی لائی ہوئی ہدایت کے تابع کر دے قرآن مجید کے ہاتھ میں اپنی خواہش کی لگام دے دے۔ اگر کوئی ایسا نہ کرے تو رسول پر ایمان لانے کے کوئی معنی نہیں۔

اتباع کتاب اللہ کی برکات

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنِ اقْتَدٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ لَا يَضِلُّ فِي الدُّنْيَا وَلَا يَشْقٰى فِي الْاٰخِرَةِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى

(مشکوٰۃ)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا جو شخص اللہ کی کتاب کی پیروی کرے گا وہ نہ تو دنیا میں بے راہ ہوگا اور نہ آخرت میں اس کے حصہ میں محرومی آئے گی۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى

"جو شخص میرے ہدایت نامہ کی پیروی کرے گا وہ نہ تو دنیا میں بھٹکے گا اور نہ آخرت میں بدبختی سے دوچار ہوگا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے کچھ فرائض مقرر کئے ہیں انہیں برباد نہ کرنا اور کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے ان کا ارتکاب نہ کرنا

تحریر : سلطان صدیقی

افغانستان کے چوہوں نے روسی بارودی سرنگیں صاف کر دیں

افغانستان، جہاں روس نے دسمبر ۱۹۷۹ء میں براہِ راست فوجی جارحیت کی ہے اور جہاں افغان عوام اس "سپر" طاقت کے خلاف گذشتہ سات سالوں سے تحریک مزاحمت جاری رکھے ہوئے ہیں اس عرصے میں جہاں روسی ظلم و زیادتی اور وحشت و درندگی کی اَن گنت مثالیں ملتی ہیں وہاں افغان عوام کی بہادری، جرأت و مردانگی اور عزیمت و کامیابی کے بے شمار درخشاں واقعات دکھائی دے رہے ہیں۔ اس مزاحمت کے دوران بعض واقعات ایسے بھی دیکھنے میں آتے ہیں کہ آدمی یقین کرنے کو تیار نہیں ہوتا اور بعض پر بے اختیار ہنسی بھی آ جاتی ہے۔ ان واقعات میں وادیٔ پنجشیر کے علاقے میں چوہوں کا واقعہ ایک یادگار حیثیت رکھتا ہے۔ وہ چوہے جو روسی سرخ سامراج کے خلاف اپنے وطن کے لوگوں کا ساتھ دیتے ہوئے مزاحمت کی تحریک میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

اس واقعے کی تفصیلات کچھ یوں ہے کہ ۱۹۸۳ء کے آواخر میں روسی جارح دستوں نے صوبہ کاپیسا میں واقع افغانستان کی جنگی اہمیت کی وادیٔ پنجشیر کے اہم پہاڑی چوٹیوں پر قبضے کے دوران "انٹی پرسونل ماننز" نصب کئے۔ زمینی دستوں کے نصب کردہ یہ ماننز پریشر ٹائپ بارودی سرنگیں تھیں۔ سرکاری دستوں کے علاقے سے پسپائی کے بعد روسی طیاروں سے بوبی ٹریپ بم بھی گرائے گئے۔ جو پہاڑی علاقوں میں جگہ جگہ بکھرے پھیلے ہوئے تھے علاقے سے روسی دستوں کی واپسی کے بعد جب سردیوں کا موسم ختم ہوا اور ۱۹۸۴ء کا موسم بہار شروع ہوا تو مجاہدین نے اس علاقے کو بارودی سرنگوں سے پاک کرنے کا منصوبہ بنایا۔ جب مجاہدین ان بارودی سرنگوں کو ناکارہ بنانے کے لئے علاقے میں پھیل گئے تو یہ دیکھ کر ششدر رہ گئے کہ بیشتر بارودی سرنگیں پہلے سے ناکارہ بن چکے ہیں۔ یہ بارودی سرنگیں جو پریشر ٹائپ اور بوبی ٹریپ ہوتی ہیں ان پر دباؤ پڑنے سے اثر ہوتا ہے۔ اور اس اثر سے یہ دھماکہ کے ساتھ پھٹ جاتے ہیں اور دباؤ ڈالنے والی چیز انسان یا مویشی کو ختم کر جاتے ہیں۔

ان بارودی سرنگوں کو پانی سے محفوظ رکھنے کے لئے اوپر سے پلاسٹک کا کور سا چڑھا ہوتا ہے۔ جب یہ کور کسی وجہ سے خراب ہو جائے یا پھٹ جائے تو اس صورت میں اس کے اندر پانی جانے سے اس کی واٹر پروف حیثیت ختم ہو جاتی ہے اور یہ ناکارہ ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ بیشتر بارودی سرنگیں اس طرح پلاسٹک کور اُدھیڑنے اور کرمچنے کی وجہ سے خراب ہو گئے تھے اور ان کے اندر بارش کا پانی اندر جانے کی وجہ سے اس کا دھماکہ خیز مادہ گیلا ہو کر ناکارہ بن چکا تھا۔ حریت پسندوں نے ان بارودی سرنگوں کو جمع کر کے جب معائنہ کیا۔ تو پتہ چلا کہ ان کا بیرونی پلاسٹک کور چوہوں نے کھا لیا تھا اور یوں اس کی واٹر پروف حیثیت بیرونی خول ہٹنے اور کرمچنے سے ختم ہو گئی تھی اور یہ ناکارہ بن چکے تھے

حریت پسند اپنے علاقے کے چوہوں کا یہ کارنامہ دیکھ کر اپنے رب کے حضور سربسجود ہوئے اور اس کا شکر ادا کرنے لگے۔ جس نے چوہوں کے ذریعے ان کی مدد فرمائی جو ہر کی یہ کارروائی جہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجاہدین کی غیبی مدد کا ایک واقعہ ہے۔ وہاں یہ روس اور اس کے حواریوں کے لئے ایک تازیانہ اور تنبیہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر مکمل ایمان و بھروسہ اور توکل رکھنے والی قوم کے خلاف وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے وہ قوم جو بحیثیت مجموعی اس مزاحمت کو چلا رہی ہے اور جس انسانوں کے علاوہ اس علاقے کے حیوانات وغیرہ بھی شامل ہیں اور اپنا حصہ ادا کر رہے ہیں۔ روس کو یہ سوچنا چاہیئے کہ جس قوم اور ملک و وطن کے چوہے اس کے جدید ترین ہتھیاروں کے مقابلے میں سرد آزما ہوں وہ اسے غلام نہیں بنا سکتا خواہ اس پر وہ اپنا کتنا ہی جانی و مالی نقصان کر بیٹھے۔

خلیقِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

مولوی زاھدی احمد زئی

حضرت عائشہؓ صدیقہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ سے متعلق ایک استفسار کے جواب میں فرمایا کہ آپؐ کا اخلاق مبارک قرآن ہے۔

وَ کَانَ خُلُقُہٗ قُرآن

آپؐ کی خوشی اور غصہ محض اللہ تعالیٰ کے لئے تھا۔ اپنی ذات کے لئے ناراض نہ ہوتے اور نہ کبھی کسی کی سرزنش کرتے لیکن احکام باری تعالیٰ سے نافرمانی کرنے والوں سے ضرور باز پرس کرتے۔ اور جب کبھی ایسا ہوتا تو کوئی آپؐ کے غصہ کی تاب نہیں لا سکتا تھا۔

آنحضرتؐ شجاع ترین، بے حد سخی اور کریم النفس انسان تھے۔ ایسا کبھی نہ ہوا۔ کہ کسی نے کوئی چیز مانگی ہو اور آپ نے دینے سے انکار کر دیا ہو۔ درہم و دینار گھر میں نہ رہنے دیتے تھے۔ اگر بفرض محال رہ جاتا۔ تو جب تک اُسے مستحق لوگوں کو دے کر بری الذمہ نہ ہو جاتے۔ گھر میں تشریف نہ لاتے۔

بیت المال سے اپنے اور اہل بیت کی ایک سال ضروریات کے لئے ارزاں ترین جنس یعنی کھجور اور جو وغیرہ لے لیا کرتے۔ پھر اس میں سے بھی اتنی خیرات فرماتے کہ سال گزرنے سے پیشتر ہی یہ ذخیرہ ختم ہو جاتا۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو سراسر صدق و صفا کا آئینہ ہوتی تھی ایفائے وعدہ کا ہر حال میں خیال رکھتے۔ بندگانِ خدا کو نیکی کا درس دیتے۔ بیگانوں اور یگانوں سے نرمی برتتے۔

حلم اور بردباری آپؐ کی طبیعت کے خاص اوصاف تھے۔ نظریں ہمیشہ سوئے زمین رکھتے تھے۔ آسمانوں کی طرف کم دیکھتے اکثر آپؐ کا دیکھنا گوشۂ چشم سے ہوا کرتا تھا متواضع اس قدر تھے کہ امیر و غریب، غلام و آزاد کسی کی دعوت رد نہ فرماتے مخلوق خدا پر شفقت کا یہ عالم تھا کہ بلی کو دودھ پلاتے ہوئے اس کے سیر ہو جانے تک برتن اس کے آگے بڑھائے رکھتے۔

آپؐ کی ذات اس قدر پاکیزہ تھی کہ لذتِ دنیوی کبھی بھی آپؐ کو مغلوب نہ کر سکی۔

اپنے احباب کی عزت کرتے۔ مجلس میں پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے۔ خدمت میں آنے والوں کی تعداد زیادہ ہوتی اور جگہ تنگ ہو جاتی۔ تو اپنے پاؤں سمیٹ کر جگہ فراخ فرما دیا کرتے۔ آنحضرتؐ کا زاویہ اہل دربار کے کسی فرد کے زانو سے آگے نکلا ہوا نہ ہوتا تھا۔

اگر کوئی آنحضرتؐ کو ناگاہ دیکھ پاتا تو ہیبت زدہ ہو جاتا۔ لیکن دربار رسالت میں محبت کی فراوانی حیرت ناک طور پر محسوس کرتا۔

دربار اقدس میں صحابہ کرامؓ کا ہر وقت جمگھٹا رہتا۔ ستارے تھے کہ گردِ ماہتاب جمع رہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے، تو صحابہ کرامؓ خاموشی سے سنتے اور قطع کلامی کی ہرگز جرأت نہ کرتے۔ حضورؐ کے ارشاد کی تعمیل میں مجال عجلت سے کام لیتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی سے ملتے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اُسے سلام علیک کہنے میں ہمیشہ پہل کرتے۔

احباب سے ملاقات کے وقت اُجلا لباس پہننے کا اہتمام بھی کرتے تھے۔

اپنے جاں نثاروں کے حالات سے ہر لحظہ باخبر رہتے۔ اگر کوئی علیل ہوتا تو اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے۔ اگر کوئی سفر پر گیا ہوتا تو اس کے لئے دعائے خیر فرماتے، انتقال کر جانے والوں کے حق میں انا للہ و انا الیہ راجعون کہتے اور مغفرت کی دعا فرماتے،

آزردہ دلوں کی دل جوئی کرتے۔ دلاسا دیتے۔ احباب کے باغات میں تشریف لے جاتے اور اُن کی ضیافتوں میں شریک ہوتے۔ علماء کی قدر فرماتے۔

سب سے خندہ پیشانی سے ملتے، عذر خواہ کا عذر قبول کر لیتے۔ توانا اور ناتوان سے یکساں عدل فرماتے۔

پاسِ ادب کی نیت سے عقب میں چلنے والوں کو اپنے ساتھ ساتھ چلنے کے لئے کہتے۔ ہنگامِ سفر اگر خود سوار ہوتے، تو ہمراہی کو بھی سوار کر

(باقی ص ۱۵ پر)